© rasailojaraid.com

"تقدیر
اور
جبر و اختیار"

اسلام مین مسئلہ تقدیر سے بحث کی ممانعت وارد ہے (چنانچہ احادیث منقولہ حاشیہ # وغیرہ مین ذکر ہے مگر اِس سے یہ مقصود نہین کہ اس مسئلہ مین کچھ نہ بولین اور اس کے بیان حقیقت و اثبات کے درپے بھی نہ ہون بلکہ مقصود یہ ہے کہ تقدیر پر منکرانہ اعتراض نہ کرین اور اسکی حقیقت سے ناواقف ہونے کے سبب اسکے وجود سے منکر نہ ہوجائین۔ حدیث منقولہ حاشیہ میں لفظ منازعت اسی مقصود کی طرف مشعر ہے۔ کیونکہ منازعت مین ایک جانب نفی و انکار ضرور پایا جاتا ہے۔ اور وہی محل اعتراض شارع علیہ السلام ہے اور یہی منازعت و انکار دوسری احادیث مین مراد ہے۔ (جنمین مطلق گفتگو سے ممانعت وارد ہے) نہ مطلق بحث و گفتگو جو اثبات کو شامل ہے۔

مطلق گفتگو و بحث سے ممانعت مقصود شارع اسلام ہوتا تو شارع خود تقدیر کے بحث و بیان سے تعرض نہ فرماتا حالانکہ قرآن مین (جو اصل اصول اسلام ہے) جابجا تقدیر کا اثبات موجود ہے اور کتب حدیث سے (جو بشرط صحت وجوب اخذ مین قرآن کی مانند ہے) کوئی کتاب ایسی نہ ہوگی یا کم ہوگی جسمین ایمان بالقدر کا اثبات نہ ہو۔ لہذا اس مضمون کو (جسمین تقدیر سے بحث ہے اور اسکے حق ہونیکا اثبات و اعتراضات مخالفین اسلام سے اسکی صیانت) کوئی نوخیز مجتہد #

عن ابی ھریرۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نتنازع فی القدر فغضب حتی احمر وجھہ حتی کانما فقئ فی وجنتیہ حب الرمان فقال اَبھذا امرتم ام بھذا ارسلت الیکم انما ھلک من کان قبلکم حین تنازعوا فی ھذا الامر عزمت علیکم عزمت علیکم ان لا تنازعوا (ترمذی)

عن عایشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تکلم فی شئ من القدر سئل عنہ یوم القیمۃ ومن لم یتکلم فیہ لم یسئل عنہ (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۰)

ایک مجتہد (مگر بے علم) اسے یہ سنکر کہ ہم مسئلہ قدر مین مضمون لکھتے ہین بذریعہ خط ہمپر یہ اعتراض کیا کہ شارع نے اس بحث سے ممانعت فرمائی ہے آپ اس مسئلہ مین کیون پڑتے ہین اور یہ خیال نہ فرمایا کہ اس حکم ممانعت سے لکھنے والا بھی واقف ہوگا ہم اسکی کلام کو دیکھ تو لین۔ الحق ترک تقلید بلا علم یہی نتیجہ بخشتی ہے۔ از خدا خواہیم توفیق ادب۔ بےادب محروم ماند از لطف رب۔

© rasailojaraid.com

اذہبیا عامل بالحدیث ہد اُنہ اسلام کے مخالف سمجھے بلکہ عین مطابق اور سنت قدیم اہل اسلام کے موافق تسلیم کرے۔

اسلام کا ملک **عرب** میں ظہور ہوا تو اس وقت اس ملک میں **مجوسیون** کا یہ خیال و مقال دائر و سائر تہا کہ دنیا کے خالق اور عالم میں متصرف دو ہیں [1] **ایک** خالق خیر (جس کو وہ یزدان کہتے تہے) **دوسرا** خالق شر جسکا وہ اہرمن نام رکہتے

اسلام نے توحید خالق کا ڈنکا بجایا اور دوئی کو دور کرنا چاہا تو اس **مسئلہ مجوس** کا **ابطال** کرنا بڑا بہاری فرض قرار دیا **لہذا** اُس نے صاف صاف اور بار بار اس کا ابطال کیا اور اسکے مقابل میں یہ **فرمایا** کہ خدا نے ہر چیز کو بنایا اور اس سے پہلے اُسکو ٹہرا رکہا تہا

خلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرا (الفرقان ع ۱)	
واللہ خلقکم وما تعملون (الصافات ع ۳)	اور فرمایا خدا تمہارا اور تمہاری عملون کا خالق ہے
وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ (الدہر ع ۲)	اور **فرمایا** تم کسی عمل کا ارادہ بہی نہیں کر سکتے جب خدا کا ارادہ نہ ہو۔
انا کل شیٔ خلقناہ بقدر وکل شیٔ فعلوہ فی الزبر وکل صغیر وکبیر مستطر (القمر)	اور فرمایا۔ ہمنے سب کچہہ پہلے ٹہرا کر بنایا ہے اور جو کچہہ لوگون نے کیا ہے وہ ورقون مین لکہا ہوا ہے اور چہوٹا بڑا سب لکہنے مین آچکا ہے
قال فاخبرنی عن الایمان قال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ	**آنحضرت** صلعم نے لوگون کو ایمان سکہایا تو اُنہیں فرمایا بہلا یا برا جو کچہہ دنیا مین ہے یہ خدائے واحد کی تقدیر سے ہے۔

اس **ارشاد** سے **دوئی** کا **ابطال** تو **بخوبی** ہوا۔ اور **مجوسیون** کا **مذہب باطل** ہوگیا۔ مگر اس سے کئی اور **شبہات** پیدا ہونے کا اندیشہ تہا جن سے تعمیل احکام شرعیت اور تسلیم سلسلہ نبوت اور اعتقاد جزا و سزائے آخرت کو نقصان پہنچنے کا خوف تہا۔

شبہ اول یہہ کہ اگر سب کچہہ جو وجود مین آتا ہے خدا کے خلق و تقدیر سے ہے تو

© rasailojaraid.com

انسان کسی فعل کا فاعل اور کسی عمل کا کاسب نہ ہوا بلکہ تقدیر کا مجبور ٹھہرا۔ اسکی تقدیر مین جو کچھ ہوتا ہے وہ خواہ مخواہ وقوع مین آتا ہے۔ اور جو نہین ہوتا وہ اس سے ہو نہین سکتا۔

شبۂ دوم ۔ اس صورت مین انسان کو نیک و بد کے کرنے و نہ کرنے کا حکم دینا اور اس حکم کے لئے رسولون کا بھیجنا اور کتابون کا نازل کرنا عبث ہوا۔

شبۂ سوم ۔ اس صورت مین انسان کو کسی گناہ کا مجرم قرار دینا اور اسپر اسکو سزا پہنچانا ظلم ہوا۔ اسی قسم کے اور شبہات ہین جو شبہات ثلثہ کے جوابات سے حل ہوسکتے ہین

ان شبہات کے ازالہ کے لئے شارع اسلام نے **فرمایا** ہر جی کو اسکے ثواب یا عذاب

(۱) لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت (البقرع ۴۰)

(۲) كل امرئ بما كسب رهين (الطورع ۲)

(۳) كل نفس بما كسبت رهينة (المدثرع ۲)

(۴) لها ما كسبت ولكم ما كسبتم (بقرع ۱۶)

ملیگا جو اس نے کمایا اور فرمایا ہر جی اسمین گرویدہ ہے جو اس نے کمایا۔ اور فرمایا پہلی امتون کو ان کی کمائی کا بدلہ ملیگا اور تم کو تمہاری کمائی کا۔

اور یہ جواب اس سوال کے کہ دوا کرنا یا جھڑوانا یا سپر وغیرہ سے بچاؤ لینا تقدیر کو پھیر دیتا ہے

عن ابی خزامة عن ابيه قال قلت يا رسول الله ارايت رقى نسترقيها ودواء نتداوى به وتقاة نتقيها هل ترد من قدر الله شيئا قال هي من قدر الله (جامع ترمذی منه ۲)

ارشاد ہوا کہ یہ سب کچھ جو وقوع مین آتا ہے تقدیر میں داخل ہے۔

عن عبد الله بن عباس ان عمر بن الخطاب خرج الى الشام حتى اذا كان بسرغ لقيه اهل الاجناد ابو عبيدة بن الجراح واصحابه فاخبروه ان الوباء قد وقع بالشام فنادى عمر في الناس اني مصبح على ظهر فاصبحوا عليه فقال ابو عبيدة بن الجراح افرارا من قدر الله

اسی کے مطابق شارع اسلام کے ایک نائب اور خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق نے (جب آپنے ملک شام مین وقوع وبا کی خبر سنی اور مقام سرغ سے واپس جانا چاہا اور ابو عبیدہ نے آپ پر اعتراض کیا کہ کیا آپ بخوف وبا خدا کی تقدیر سے بھاگتے ہین مگر تقدیر ہی کی جانب کو) اور اسکو اس تمثیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقال عمر لو غیرک قالها یا ابا عبیدة وکان عمر یکره خلافه نعم نفر من قدر الله الی قدر الله ارأیت اذا کان لک ابل فهبطت وادیاله عدوتان احدها خصبة والاخری جدبة الیس ان رعیت الخصبة رعیتها بقدر الله وان رعیت الجدبة رعیتها بقدر الله ـ

(صحیح مسلم ص۲۲۹ جلد ۲)

سے واضح کیا کہ اگر تمہارے اونٹ ہوں جن کو تم ایسے میدان میں جس کی ایک جانب سبزی ہو دوسری جانب خشکی چرنے کو چھوڑ دو تو جس جانب میں ان کو چھوڑ دو گے تقدیر سے چھوڑو گے

رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی الله حجة بعد الرسل (النساء ۲۳)

اور ارشاد فرمایا رسولوں کو بھیجے اسلئے بشارت دیتے ہوئے اور ڈرسناتے ہوئے بھیجا ہے کہ پھر لوگوں کو کوئی عذر و حجت باقی نہ رہے۔

یا اهل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل ان تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر ونذیر (المائدہ ع ۳)

اور فرمایا سلسلہ نبوت کے انقطاع پر تمہارے پاس اسلئے ہمارا رسول آیا ہے کہ مبادا تم کہو کہ ہمارے پاس نہ کوئی خوشخبری سنانے والا آیا نہ ڈرانے والا (لو!) یہ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا آ پہنچا۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ـ (بنی اسرائیل ع ۲)

اور فرمایا ہم کبھی عذاب کرنے والے نہیں ہیں جبتک رسول نہ بھیج لیں اور لوگ اس رسول کی اطاعت سے انکار نہ کریں

من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعلیها وما ربک بظلام للعبید (حم سجدہ ع ۶)

اور فرمایا جو اچھا عمل کرتا ہے سو اپنے لئے اور جس نے برا کیا اپنی جان پر کیا۔ تیرا رب بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لایسئل عما یفعل وھم یسئلون
(الانبیاء ع ۱۰۲)

اور فرمایا خدا سے کوئی جواب نہین لے سکتا اور سب اُسکے آگے جواب دہ ہین۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو ان اللہ عذب اھل سمٰوتہ واھل ارضہ لعذبھم وھو غیر ظالم ولو رحمھم کانت رحمتہ خیرا لھم من اعمالھم (ابوداؤد صفحہ ۲۹۰ ج ۲)

اور فرمایا خداتعالی اپنے تمام آسمان والون اور زمین والون کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہین بنتا۔

ان ارشادات مین ان تینون (اور اس قسم کے جملہ) شبہات کا جواب ادا ہوا ہے پہلے شبہ کا جواب پہلی چار آیتون اور پہلی حدیث نبوی صلعم اور اسکے موید اثر عمری مین ادا ہوا۔ اور ان مین یہ افادہ فرمایا گیا ہے کہ خلق و تقدیر خدا کی طرف سے ہے اور بندہ اپنے فعل کا فاعل اور عمل کا کاسب ہے۔ خلق و تقدیر خداوندی بندہ کی خداداد کسب و اختیار کو (جو محسوس و مشاہد امر ہے اور وہی اسکو شجر و حجر سے ممتاز کرتا ہے) سلب نہین کرتی اور اسکو قایم و برقرار رکھتی ہے بلکہ وہ (تقدیر) اسی کسب و فعل کے متعلق ہوتی ہے اور (یہہ) کسب و فعل عبد سلسلہ تقدیر مین داخل اور اسکا جزو ہے۔ خداتعالی کا اس فعل کو پیدا کرنا اور خلق خداوندی کا وقوع مین آنا کسب و اختیار بندہ کے بعد واقع ہوتا ہے[*] (گو اسکا قدر و تقرر خدا کے علم و نوشت مین اس کسب سے پہلے ہوتا ہے)۔ اس صورت مین گو یہ کہنا صحیح اور درست ہے کہ بندہ اس فعل کا خالق نہین خدا ہی اسکا خالق ہے اور یہہ کہنا بھی صحیح ہے کہ اس فعل کا بندہ سے صدور اور وقوع خدا کے علم و تقدیر مین تھا۔ تب ہی بندہ سے اسکا کسب و صدور ہوا۔ تقدیر مین اسکا تقرر نہ ہوتا تو وہ ہرگز صدور نہ پاتا۔ مگر یہہ نہین کہا جاسکتا کہ بندہ اس فعل کا فاعل و کاسب نہین ہے۔ اور وہ فعل اسکے کسب و اختیار سے سرزد نہین ہوا اور وہ

[*] یعنے جب بندہ خداداد قوت و اختیار سے کسی فعل کا ارادہ کرتا ہے تو خداتعالی اس فعل کو اگر اسکے علم و قضا و قدر و ارادہ مین اسکا وقوع ہوتا ہے) اس فعل کو پیدا کرتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسکے صدور و وقوع مین پتھر کی مانند (جسکو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھا جاتا ہے) بے اختیار - بے شعور اور مجبور ہے -

اسکا ظاہری شعور و ارادہ و اختیار اس کہنے کی اجازت نہین دیتا اور اس فعل مین جو اسکے ارادہ سے سرزد ہو اسکو فعل مختار بناتا ہے -

اسپر اگر کوئی یہہ سوال (۱) کرے کہ اس ظاہری اختیار کے حاصل ہونے اور فعل مختار بننے مین انسان بے اختیار و مجبور ہے کیونکہ وہ اپنے آپ فعل مختار نہین بنا - اور اس اختیار کو اس نے خود حاصل یا پیدا نہین کیا - بلکہ وہ بلا مداخلت اسکی اختیار کے خدا کی طرف سے اسکو عطا ہوا ہے - اس سے صاف ثابت ہے کہ وہ درحقیقت مجبور ہے گو بظاہر فعل مختار ہے

تو اسکا جواب یہہ ہے کہ انسان مین اس اختیار کا بلا اختیار حاصل ہونا اور اسمین اس قدر جبر کا پایا جانا اہل سنت کے نزدیک بھی مسلم ہے (چنانچہ عبارات آئندہ سے واضح ہوگا) مگر اس سے وہ اپنے ارادہ اور اختیاری فعلون مین مجبور نہین بنتا - بلکہ اس اختیار کو بلا اختیار حاصل کرنے کے بعد جس قدر افعال وہ اس اختیار کے ذریعہ سے کرتا ہے ان مین وہ مجبور نہین بلکہ با اختیار اور فعل مختار کہلاتا ہے -

اس اختیار کی نظیر انسان کی آنکھ ہے جسکے عطا ہونے اور اسکے سبب بینا ہو جانے مین انسان مجبور و بے اختیار ہے مگر اس آنکھ سے دیکھنے کا کام لینے مین وہ مجبور نہین بلکہ خود مختار ہے - جس چیز کو وہ دیکھنا چاہتا ہے آنکھ سے (بشرط تحقق شروط ابصار*) دیکھ لیتا ہے اور اسمین وہ خود مختار کہلاتا ہے اور اس نظر سے کہ آنکھ اس نے خود نہین بنائی خدا کی طرف سے بلا مداخلت اسکے اختیار کے اسکو عطا ہوئی ہے وہ مجبور نہین کہلاتا -

اسپر اگر کوئی یہہ سوال (۲) کرے کہ اگر خدا تعالی بندہ کو یہ اختیار عطا نہ فرماتا بلکہ حجر و شجر کی مانند اسکو اس اختیار سے معرّا رہنے دیتا تو وہ اپنے ارادی اختیاری فعلون کا فاعل و کاسب

* مرئی چیز کا نہایت لطیف نہ ہونا (۱) اسکا بہت دور نہ ہونا (۲) آنکھ سے بہت قریب نہ ہونا وغیرہ وغیرہ جسکی تشریح کتب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ بنتا اور نہ کسی گناہ کا ارتکاب کر کے گنہگار کہلاتا۔ خدا تعالیٰ نے اسکو اختیار دیا تو اس اختیار کے ذریعہ سے اس نے گناہ کا ارتکاب کیا پھر اس فعل میں مجبور و معذور کیوں نہیں سمجھا جاتا۔

تو اسکا جواب یہ ہے کہ وہ اختیار ارتکاب گناہ کے لئے ایسا متعین و مقرر نہ تھا کہ اسکے ذریعہ سے بجز گناہ کوئی اطاعت کا کام نہ کیا جا سکتا تھا بلکہ اسکو گناہ اور اطاعت دونو سے مساوی نسبت اور تعلق تھا۔ پھر انسان نے اس سے ایک گناہ کا کام لیا اطاعت کے کام میں اسکو نہ لگایا۔ تو وہ اس میں معذور و مجبور کیونکر ہو سکتا ہے۔

اسکی نظیر ایک ملازم کا تحویلی مال ہے جسکو اسکے آقا نے تجارت کے لئے ملازم کے سپرد کیا تھا۔ اس مال کا تجارت میں صرف کرنا بھی ممکن تھا اور اسکو دریا میں پھینکدینا بھی ممکن۔ وہ ملازم اس مال کو دریا میں پھینکدے اور اسپر یہہ عذر کرے کہ آقا نے مجھے مال دیا تو میں نے دریا میں پھینک دیا۔ وہ مجھے مال نہ دیتا تو میں ایسا نہ کرتا تو اسکا یہہ عذر مسموع نہ ہوگا اور وہ اس مال پھینکنے میں مجبور نہ سمجھا جاویگا۔

(۳) اسپر اگر کوئی یہہ سوال کرے کہ خدا تعالیٰ کے علم و تقدیر و ارادہ میں ایک شخص سے گناہ کا صدور و وقوع مقرر و متعین ہے تو پھر اسکا اس اختیار خداداد کے ذریعہ سے اس گناہ سے بچنا اور اطاعت کرنا ممکن نہیں ہے لہذا وہ مال تجارت کو دریا میں پھینکدینے کے (جس سے بچ جانا ممکن ہے) مانند نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اگر طلبہ مال کو دریا میں پھینکدینے میں وہ ملازم مجبور نہیں سمجھا جاتا۔ اس گناہ کے وقوع میں بندہ ضرور مجبور سمجھا جائیگا۔

تو اسکا جواب یہہ ہے کہ بیشک کسی فعل کے وقوع (اسکے واقع ہونے اور وجود میں آجانے) کے بعد ہم اسکے فاعل کو مجبور قرار دیسکتے ہیں اور یہہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے علم و تقدیر و ارادہ میں اسکا وقوع مقرر تھا اسلئے اسکا وقوع ہوا۔ اور اس کا خلاف (عدم وقوع) خارج از امکان و اختیار فاعل مختار تھا۔ ولیکن قبل از وقوع میں ایقاع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فعل (اس فعل کو واقع کرنے اور وجود میں لانے) کے وقت یا اس سے پیشتر اسکے فاعل کو ہم مجبور نہیں ٹھہرا سکتے - اور یہہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ فعل خدا تعالی کے علم و تقدیر و ارادہ مین مقرر ہے اسلئے فاعل سے اسکا ایقاع ضرور ہوگا یا ہونے لگا ہے جس سے اسکا بچنا ممکن نہین ہے کیونکہ وقوع فعل سے پہلے نہ اس فعل کے متعلق خدا کے علم و تقدیر و خلق کا کسیکو علم ہوتا ہے نہ فاعل سے اس فعل کے ایقاع کا یقین -

اس آن ایقاع مین فاعل صرف اپنے کسب و اختیار و ارادہ سے کام لیتا ہے - اپنے علم و خیال مین وہ علم و تقدیر و ارادہ الہی کا اتباع نہین کرتا - اور اسی وجہ سے اور اسی آن ایقاع کی نظر سے وہ شرعاً فاعل مختار و کاسب گنہگار قرار دیا جاتا ہے جسکو وہ کسی وجہ سے رد نہین کر سکتا - اور اپنے آپ کو مجبور و معذور نہین بتا سکتا اور خدا تعالی کے سامنے یہہ عذر پیش نہین کر سکتا کہ فلان فعل کا وقوع تیرے خلق و تقدیر و ارادہ مین مقرر تھا اسلئے مین نے اسکو واقع کیا اور اس فعل کے ایقاع مین تیری تقدیر و ارادہ کا اتباع کیا -

اسکی نظیر ایک بادشاہ اور اسکا ایک وزیر یا امیر ہے جسکے قید کرنیکا بادشاہ نے اپنے دل مین ارادہ کر لیا بلکہ اسکو ایک نوٹ بک (یادداشت کی کتاب) مین لکھ بھی لیا - اور اسکو مجرم بنانے کیواسطے ایک یہ حکم نافذ فرمایا کہ فلان تاریخ جو امیر و وزیر دربار مین حاضر نہ ہوگا وہ سزا سے قید پائیگا اور اس حکم کے ساتھ یہہ بھی مشتہر کر دیا (جسکا علم اس وزیر کو بھی پہنچ گیا) کہ جو شخص اس حکم کی تعمیل سے روکے اسکو باغی سلطنت (یا شیطان) سمجھا جاے اور کوئی شخص اسکے دام تذویر مین نہ آئے اور ادہر اس باغی (یا شیطان) کو چپکے سے سمجھا دیا کہ خبردار فلان وزیر دربار مین نہ آنا پائے - وہ قصد دربار کرے تو اسکو دہوکا دیکر روکا جاے جب وہ تاریخ حاضری دربار پیش آئی تو وزیر نے دربار کے لئے تیاری کی - اتنے مین اس باغی نے بھی حسب ہدایت مخفی بادشاہ کے آ شکل دکھائی - اور حاضری دربار سے روکنے کیلئے دام بچھائی اور حکم شاہی کے مقابلہ مین عیش و عشرت کی رغبت دلائی اور ایک بوتل شراب کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسکو پلادی جس سے وزیر بیسرشار ہو کر بدحواس ہوگیا اور ناچ رنگ مین مصروف ہوا۔ اور دربار سے غیر حاضر رہا۔ جب وہ دن گذر گیا اور بادشاہ نے جرم غیر حاضری کی سزا مین اسکو جیل خانہ بہیجنا چاہا۔ تو وزیر کو یہ علم ہوگیا کہ دربار سے میرا غیر حاضر ہو جانا بادشاہ کا عین منشا تہا اور اسی نے اس باغی (شیطان) کو اسپر مسلط کیا تھا۔ تو کیا اس حکم کی سزا کے وقت وزیر بادشاہ کے حضور مین اپنے مجبور ہونے اور منشا و بادشاہ کی نظر سے بے قصور ہونیکا عذر کر سکتا ہے۔ اور اس سزاے غیر حاضری سے بچ سکتا ہے؟ نہین ہرگز نہین۔ اور اگر وہ بلا استحقاق یہہ عذر پیش بہی کرے تو بادشاہ اسکو یہی جواب دیسکتا ہے کہ بوقت اقدام جرم و ایقاع فعل مخالفت حکم تجہے میرا ارادہ و قرارداد کا علم نہ تہا تو نے جو کیا اپنے علم مین میرے حکم کے بخلاف کیا۔ اسلئے تو اس سزاے قید کا مستحق ہے۔ نہ عذر توافق ارادہ شاہی پیش کرنیکا مجاز۔

(۴) اسپر اگر کوئی یہہ سوال کرے کہ اگرچہ بوقت ایقاع فعل و اقدام جرم بندہ کو علم و تقدیر و ارادہ خداوندی کا علم نہین ہوتا اور بندہ بوقت ایقاع فعل اپنی دانست مین علم و ارادہ خداوندی کا اتباع نہین کرتا مگر خدائے عادل و رحیم کو خود تو اس امر کا علم ہے کہ بندہ جو کرتا ہے وہ علم و ارادہ و تقدیر خداوندی کے موافق ہوتا ہے۔ اور یہہ علم خداوندی (گو بندہ کو اپنی مجبوری و معذوری ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے مگر) خدا تعالی کو بندہ کے مجبور و معذور قرار دینے کے لئے تو کافی ہے اور یہہ اسکے عدل و رحمت کا عین مقتضی ہے۔

اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اگر خدا تعالی بندہ کو اپنے فضل و کرم سے معذور و مجبور قرار دیکر جرم سے بری کرنا چاہے تو بیشک اسکا علم بندہ کو مجبور و معذور قرار دینے کے لئے کافی ہے ولیکن اگر وہ اسکا خلاف کرے اور بندہ کو اس نظر سے کہ وہ اقدام جرم کے وقت خدا کی تقدیر و ارادہ سے بیخبر تہا۔ لہذا اُس نے اپنی دانست مین تقدیر و ارادہ خداوندی کا اتباع نہین کیا مجرم قرار دیکر سزا دینا چاہے تو یہہ بھی اُسکے عدل و رحمت کے مخالف نہین۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بلکہ عین موافق و مطابق ہے۔

اسکی رحمت کا یہ مقتضی نہین کہ وہ ہر محل مین ظہور کرے۔ اور کہیں اسکے مقابل صفت غضب و عقاب کا ظہور نہ ہو۔ بلکہ اسکی رحمت کے محل ظہور وہی لوگ ہین جن سے نیکیان سرزد ہوتی ہین اور جو لوگ بدیون کے محل صدور ہین (گو انکا صدور خدا کی تقدیر و ارادہ کے مطابق ہوتا ہے) وہ خدا کی صفت غضب و عقاب کے محل ظہور ہین۔ اگر خدا تعالی عفو و مغفرت سے اپنا فضل نکرے۔

> اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ
> (الاعراف ع ۷)
> وَاِنَّ رَبَّكَ ذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ
> (الرعد ع ۱)

خدا تعالی کے عدل کا بھی یہ مقتضی نہین کہ وہ مجرم کو (اگر اسکے جرم مین غیر کی شراکت ہو) بلا سزا چھوڑ دے بلکہ اسکے قانون عدل کا (جو شریعت۔ فطرت۔ اور انسانی (یا جمہوری) عقل سے ثابت و مفہوم ہوتا ہے) عین یہ مقتضی ہے کہ جس محل سے کسی فعل (نیک یا بد) کا صدور ہوا اور اس صدور مین محل کی مداخلت ہو (گو غیر کا بھی اسمین پورا دخل و اثر ہو) اس محل مین اس فعل کا مناسب (نیک یا بد) نتیجہ ظاہر و مترتب ہو۔

> اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ
> (الجاثیہ ع ۲)

فطرت اور انسانی (یا جمہوری) عقل سے اس قانون کا ثابت ہونا ذیل کی دو مثالون سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۱) انسان کے لئے زہر مہلک۔ اور زخم شمشیر قاطع اتصال ہے تو جو شخص اپنے ارادہ و اختیار سے خواہ غیر کے اجبار سے زہر کھالے یا زخم شمشیر سے زخمی ہو جائے اسپر زخم و زہر کا اثر (ہلاکت و تفرق اتصال) ظاہر ہونا عین عدل ہے اور فطرت انسانی کا لازمہ و خاصہ نوعی۔ یہ افعال محض غیر کے جبر سے اسمین پیدا ہون تو بھی اسکے آثار (ہلاکت و تفرق) کے

© rasailojaraid.com

ظہور کو کوئی خلاف عدل خداوندی اور ظلم نہین کہسکتا (- گو اس جبر کو اگر وہ بلا استحقاق* ہو) ظلم کہا جاتا ہے -

(۳) کوئی شخص عقلی جرم (قتل ناحق یا سرقہ بلا استحقاق وغیرہ) کا مرتکب ہو تو اسکو اس جرم کی سزا دینی عین عدل و عقل انسانی کا مقتضی ہے اس جرم مین غیر بھی سکا شریک ہو- اسی نے اسکو بہکایا اور ورغلایا اور اس سے وہ جرم کرایا ہو تب بہی وہ مجرم بحکم عقل جرم سے بری نہیں ہوسکتا - گو اس غیر کو بہی جرم اغوا کے سبب شریک سزا کرنا عدل ہے- (اگر وہ* اغوا کسی مصلحت و حکمت پر مبنی نہ ہو) -

اسی حکم فطرت اور عقل کے مطابق شریعت نے یہہ قانون عدل قرار دیا ہے کہ جس شخص سے اپنے شعور و ارادہ و اختیار کے ساتہہ کوئی جرم صادر ہو (گو اسکے صدور مین علم و تقدیر و ارادہ خداوندی کا بہی پورا دخل و اثر ہے) وہ مجرم ٹہرایا جاوے اور اسکو مناسب سزا ملے -

اور جبکہ خدا تعالی نے اپنا قانون عدل یہی کو قرار دیا ہے اور انسانی فطرت عقل اور شریعت (تینون) کے ذریعہ سے اسکا اظہار فرما دیا ہے تو اب کون کہہ سکتا ہے کہ مجرم کا مواخذہ جسمین اسکے ارادہ و کسب و اتفاق کا دخل ہے (گو اسکا وقوع عین مطابق خلق و تقدیر و ارادہ خداوندی ہوتا ہے) ظلم ہے اور عدل و رحمت خداوندی کے مخالف -

اور اگر کوئی شخص اس قانون عدل اور خصوصیت محل رحمت خداوندی کو نہ مانے اور اپنی عقل نارسا اور فکر نارواسے عدل و رحمت خداوندی کے یہ معنے قرار دے کہ خدا تعالی کسی نفس کو کسی قسم کی تکلیف نہ دے اور کسی بری چیز یا عمل کا برا نتیجہ ظاہر نہ کرے - وہ اپنے ہی حقیقی اثر تقدیر و ارادہ کو پیش نظر رکہہ کر بندون کو سزا و عذاب سے بری رکہے - اسکے ظاہری

* اسمین اشارہ ہے کہ جو جبر یا مداخلت انسانی فعل مین خدا کیطرف سے پائی جاتی ہے وہ بلا استحقاق تہا اور ظلم نہین ہے تھا! اپنی ملک مین جو تصرف کرے وہ اسکا مستحق ہے ۵ گر گدا را چہ مجال ست کہ گوید بکلال ٭ از پہر چہ سازی چرا مے شکنی

© rasailojaraid.com

عمل و ارادات و حرکات کا لحاظ فرماکر انکو مجرم قرار نہ دے اور نہ عذاب کرے تو وہ شخص
پہلے ہمکو اس سوال کا جواب دے کہ عدل و رحمت خداوندی کے یہی معنے ہین
تو پھر خدا تعالی بہت سی مخلوقات (انسان و حیوانات وغیرہ) پر اُن کی غیر اختیاری
افعال کے نتائج بد کیون ظاہر و مترتب کرتا ہے (کسیکو کسیکے ہاتھ سے جبراً زہر کھلاتے یا
اسپر تلوار چلانے سے مار ڈالتا ہے (جسمین فعل مقتول کا کچھ دخل نہین ہوتا) بہت سی جاندارون
کو پہاڑون۔ اونچے مکانون۔ گاڑیون اور دوسرون کے قدمون کے نیچے کچلوا کر فنا
کر دیتا ہے۔ بہت سی مخلوق کو ایسی امراض مین مبتلا کر دیتا ہے (جیسے مادرزاد اندھی)
جنمین اُنکے افعال کا مطلق دخل نہین ہوتا چہ جائے اختیاری افعال۔
اس سے بڑھکر یہہ سوال ہے کہ خدا تعالی اس معنے کر عادل و رحیم ہے تو ایسے اسباب
و اشیاء کو پیدا ہی کیون کیا جنسے مخلوقات بلا کسب و اختیارات ضرر پاتی ہین۔ اس
سے بھی بڑھکر یہہ سوال ہے کہ خدا تعالی نے انسان کو ایسا کیون بنایا اور اُسے ایسے
آلات اسباب کیون عطا کئے جس سے وہ باختیار خود متضرر ہوتا ہے۔ اسی سوال کے معنے
ہین ہے جو کسی نے کہا ہے ع انسان بنا کے کیون میری مٹی خراب کی۔ اور ایسا ہی ہے
جو کافر قیامت کے دن کہیگا "یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا" یعنے کاش مین مٹی ہوتا یا
ہوجاتا۔ پھر اس معنی عدل و رحمت کا ثبوت دے اور یہہ ثابت کرے کہ
خدا تعالی کا اپنی حقیقی اثر خلق و تقدیر و ارادہ کو لحاظ فرماکر بندہ کو جرم و سزا سے بری کرنا
کیون عدل اور واجب ہے - اور بندہ کی ظاہری حرکات و ارادات کو لحاظ فرماکر اسکو مجرم
قرار دینا کیون ظلم ہے - اور بندہ کا خدا تعالی پر کونسا ذاتی حق ہے جس کے تلف کرنے سے
خدا ظالم ٹھہرتا ہے -
یہہ ثابت کرنا ایسا مشکل بلکہ محال ہے جیسے مخلوق کا خالق ہوجانا اور خدا کی صفات
و حقوق صمدیت (بے نیازی) وجوب وجود (اپنے آپ ہونا) کلی غنا (کسی کا کسی امر مین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محتاج نہ ہونا) وغیرہ مین شریک و ہمسر ہونا محال ہے۔

مخلوق کو مخلوق و ممکن و محتاج ماننے سے تو یہی ماننا پڑتا ہے کہ مخلوق کوئی ایسی چیز نہین ہے جو اپنی کسی چیز یا فعل یا متعلق کیے بالاستقلال مالک ہو اور کسی حق کی حقیقی مستحق اور اسکی حق تلفی اسکے خالق و مالک سے ممکن و متصور ہو ؎

رگِ گل را چہ مجال ست کہ گوید بگلال
از بہر چہ سازی چراے شکنی

مخلوق (یا انسان جس کے حال سے خصوصیت کے ساتھ بحث ہے) جز و فطرت و بد و خلق سے خدا تعالی کا ممنون احسان خلق و تدبیر و تربیت ہے۔ "ہر نفس کہ فرو می رود ممد حیات است۔ چون بر می آید مفرح ذات پس در ہر نفسے دو نعمت موجود است و بر ہر نعمتِ شکرے واجب" لہذا وہ خدا تعالیٰ کے سابق انعامات و احسانات کا حق شکر اور قرض تو ادا ہی نہین کر سکتا۔ وہ اسپر اپنا نیا حق کیا ثابت کریگا جسکے تلف کرنے سے ظلم متصور ہو۔ انسان کی اِس ہستی و حقیقت کو انصاف کی نگاہ کے ساتھ دیکھنے سے صاف یقین ہوتا ہے کہ انسان کا ذاتی حق ✻ خدا تعالی پر کوئی نہین ہے۔ خدا تعالی نے تو اُسکی بدی پر اُسکو سزا دینے کو قانون عدل ٹھرایا ہے۔ اگر وہ اسکی نیکی پر اسکو معذب بعذاب کرے تب بھی وہ ظالم اور انسان کی حق تلفی کرنے والا نہین ٹھرتا۔ اسی نظر سے شارع اسلام و ہادیٔ کافۂ انام نے فرمایا ہے چنانچہ بصفحہ 9 مین منقول ہوا ہے) خدا تعالی اپنے تمام آسمان والون (فرشتون) اور تمام زمین والون کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہین ہوتا۔ وہ انپر اپنی رحمت کرے تو وہ انکے اعمال سے اسکے لئے بہتر ہو۔

✻ اسمین یہ اشارہ ہے کہ جو حق بندون کا خدا تعالی پر شریعت نے ثابت کیا ہے اور اسکا حدیث

حق العباد علی اللہ ان لا یعذب من لا یشرک باللہ شیئا (مشکوٰۃ ص)
لن ینجی احدا عملہ - مشکوٰۃ ص

منقولہ حاشیہ مین ذکر ہے وہ خدا کے محض فضل و احسان سے حق قرار دیا گیا ہے جسکی ذاتی نہونے کی نفی دوسری حدیث منقولہ حاشیہ مین موجود ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسی عظمت و جلالت خداوندی کی اس بیت مین حکایت ہے جسکو نا فہم لوگ ایک شکایت سمجھتے ہین

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ
باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

جس سے مقصود یہ ہے کہ اے خداوند ہم اپنی حرکات و ارادات مین تیری تقدیر و خلق و ارادہ کے ایسے پابند ہین جیسے قعر دریا مین کوئی تختہ بند۔ پھر ہم تیرے اوامر و نواہی کو بخوشی سننے کو حاضر ہین کیونکہ ہم تیرے عطا فرمودہ کسب و اختیار و ارادہ اور تیرے علم و تقدیر سے لاعلمی کے سبب اس خطاب کے اہل و مستحق ہین۔ اور تیری مملوک ہونے کے سبب اعتراض کی مجال نہین رکھتے۔

ہمارے اس بیان سے صاف ثابت ہوگیا ہے کہ خدا تعالے پر اپنے علم و تقدیر و ارادہ کی نظر سے بندون کو معذور و مجبور قرار دینا واجب نہین ہے اور بندون کا ذاتی حق خدا پر کوئی نہین وہ ایسا کرے تو اسکا فضل ہے۔ اور اگر وہ بندون کے ظاہری ارادات و حرکات کی نظر سے اور اس نظر سے کہ وہ بوقت ایقاع فعل ارادہ و تقدیر خداوند کا علم نہین رکھتے۔ اور اپنی دانست مین ارادہ و تقدیر کا اتباع نہین کرتے مجرم قرار دیکر سزا دے تو یہ اسکا عدل ہے جو رحمت خداوندی کے عین مطابق ہے نہ مخالف ؎

یہ چارون سوال اور اُن کے جوابات پہلے شبہ کے جواب کی تائید مین مرقوم ہوے ہین جن کے ضمن مین باقی شبہات کے جواب کی تائید بھی موجود ہے اب ہم باقی شبہات کے جوابات کا آیات و احادیث مذکورہ بالا سے ادا ہونا ثابت کر کے انکی تائید بالاستقلال کرتے ہین ؎

دوسرے شبہ کا جواب آیہ لئلا یکون للناس مین ادا ہوا جسمین صاف صاف فرمایا گیا ہے کہ بندے نیک و بد کرنے نہ کرنے سے مامور نہ ہوتے اور اس امر پر اطلاع کے لئے اُن کے پاس کتب و رسول نہ بھیجے جاتے تو وہ گناہون پر مواخذہ کے وقت یہ حجت و عذر پیش کرتے کہ ہمکو نیک و بد پر مطلع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہین کیا - اور ہمارے پاس کوئی پیغامبر یا رسول نہین بہیجا - پہر ہم کو ارتکاب پر کیون
پکڑا جاتا ہے ۔

خدا تعالی نے اِس عذر کو رفع اور اس حجت کو دفع کرنے اور اپنی ذات سے الزام ظلم کو
(جسکا ظلم ہونا اِسی کے بتائے ہوئے قانون سے ثابت ہو نہ بندون کے ذاتی استحقاق سے)
اٹھانے کی غرض سے کتب و رسول کو بہیجا اور اِس ذریعہ سے بندون کو نیک و بد کرنے و نکرنے
سے مامور کیا - لہذا اسکا یہ فعل عبث و بے حکمت نہ ہوا -

تیسرے شبہ کا جواب تیسری اور دسوین آیہ قرآنی اور دوسری حدیث نبوی مین ادا ہوا -
نوین آیہ مین یہہ فرمایا گیا ہے کہ جس نے جیسا کیا ویسا پایا - یہہ ظاہری قانون عدل کا
(جو شریعت و فطرت و انسانی عقل کے ذریعہ سے بنایا گیا ہے) ہرگز خلاف نہین ہوا - اور قانونی
ظلم وقوع مین نہین آیا - خدا اپنے قانون کا کبھی خلاف نہین کرتا -

اِس جواب پر مجرم کے اس اعتراض کے ورود کا احتمال تہا (جس کو وہ قانون عدل
سے نظر اٹہا کر اور حقیقی اثر خلق و تقدیر و ارادہ خداوندی کو پیش نظر رکھ کر وارد کرتا اور
یون کہتا) کہ مجھے انسان بنا کے کیون میری مٹی خراب کی - تقدیر مین پہنسا کے میری جان
کباب کی - خدا نے مجھے انسان بنایا - فعل مختار بنا کے گناہ کرنے کے لائق کیا اور اپنے
علم و ارادہ مین میرا ارتکاب گناہ ٹہرایا - گو بظاہر اس گناہ سے اجتناب کا حکم دیا تب ہی مین جرم کا
مرتکب ہوا - یہ سب کچھ نہ ہوتا تو مین گناہ کیون کرتا - لہذا اس جرم کی سزا بنظر اصلیت و حقیقت
صریح ظلم ہے گو ظاہری قانون عدل اسے ظلم قرار نہ دے - لہذا اسکا جواب دسوین آیہ
مین دیدیا اور یہہ فرمادیا کہ قانون عدل سے نظر اٹہائی جائے تو مجرم یک طرف رہے -
مطیع کو عذاب کرنے اور عمر بہر عذاب کرنے والے - ایک لمحہ گناہ نہ کرنے والے کو جہنم
مین ڈالدینے سے بہی خدا تعالی ظالم نہین بنتا - اور مطیع اسپر یہ سوال نہین کر سکتا کہ مین
تو مدت العمر تیری عبادت مین رہا - ایک پل گناہ نہین کیا - مجھے تو نے دوزخ مین کیون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈالدیا۔ اس جواب کی تفصیل اور اسپر شہادت نظایر و دلیل سوالات اربعہ خصوصاً سوال چہارم کے جواب مین گذر چکی ہے۔

شبہ دوم و سوم کے جوابات منکر شاید کوئی یہہ **سوال** (پنجم) کرے کہ یہ تو مان لیا کہ موجودہ قانون جزا و سزا ظلم نہین ہے اور خداتعالی کا باوجود تقدیر و قرار واد اس امر کے کہ فلان نیکوکار ہو فلان بدکار۔ بندون کو نیک و بد کرنے و نہ کرنے سے مکلف (ماموں) کرنا عبث نہین ہے بلکہ حکمت و علت پر مبنی ہے۔ مگر جو حکمت و علت بیان ہوئی (یعنی قطع عذر و اتمام حجت) وہ قاطع سوال نہین ہے۔ اسپر یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ اس حکمت مین کیا حکمت ہے اور اس حکمت کو پیش نظر رکھنے و بناءً علیہ سلسلہ امر و نہی قایم کرنے اور اسپر جزا و سزا کا قانون مقرر کرنے کی خداتعالی کو ضرورت کیا ہوئی وہ بغیر امر و نہی یا بلا تقرر قانون جزا و سزا جسکو چاہتا عذاب کرسکتا تہا اور پہر مورد اعتراض و عذر و حجت نہ ہوتا۔ کیونکہ ذاتی استحقاق سے تو عابد صد سالہ بہی خداتعالی کے اخذ و عذاب پر اسکو ظالم نہین ٹہرا سکتا اور قانون ظلم کے الزام کا امکان تب ہی پیدا ہوا جبکہ خداتعالی نے امر و نہی کا سلسلہ قایم کیا۔ اور جزا و سزا کا قانون بنایا۔ وہ نیک و بد کے کرنے و نہ کرنے کا کسی کو حکم نہ دیتا اور اسپر جزا و سزا مقرر نہ کرتا تو کوئی کسی قانون سے اسپر معترض نہ ہوتا۔ پہر اس نے یہہ سلسلہ کیون قایم کیا جس سے الزام پیدا ہونیکا امکان ہوا۔ اور رفع الزام کیون چاہا۔

اسکا **جواب** یہہ ہے کہ سوال "کیون" اور "کیا" کا قطع ہونا تو واقعات عینیہ و موجودات خارجیہ مین مشکل ہے جو حکمت یا علت کسی فعل یا فطرتی (نیچرل) چیز کے بیان کیجائے اسپر اس قسم کا سوال ہوسکتا ہے۔ اور یہہ سلسلہ سوالات کبہی ختم نہین ہوتا۔

مثال

(سوال) انسان کو خدا نے آنکھ کیون دی؟ (جواب) دیکھنے کے لئے۔

(سوال) دیکھنا اسکے لئے کیون تجویز کیا؟ (جواب) اسلئے کہ وہ نفع کی چیز کا طالب ہو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور نقصان سے ہارب

(سوال ۱) انکو نفع کا طالب اور نقصان کا ہارب کیون بنایا (جواب) اس سے اس کا قیام بخوبی و شایستگی متصور ہے

(سوال) اسپر اسکا قیام کیون موقوف رکھا (۲) شجرہ و حجر کا قیام اور اسباب سے کیون ہوتا ہے (۳) بعض انسانون کو بے آنکھ کیون پیدا کیا (۴) ان کے قیام کا کام دوسرے اسباب سے کیون لیا - وعلی ہذالقیاس -

دوسری مثال

سوال کھانا کیون کھاتے ہین ؟ جواب زندہ رہنے کو سوال زندہ کیون رہتے ہیں جواب اچھے[*] یا برے کام کرنے کو سوال اچھے یا برے کام کیون کرتے ہین جواب خدا تعالی یا دل کو خوش رکھنے کے لئے سوال خدا یا دل کو کیون خوش رکھتے ہین جواب عذاب یا تکلیف سے بچنے کو سوال عذاب یا تکلیف سے کیون بچتے ہین (۲) بغیر کسی عمل نیک یا بد کے کیون اس سے نہین بچتے (جیسے شجر و حجر بچے رہتے ہین) (۳) بعض جو نیک کام مین لگے رہتے ہین وہ تکلیف سے کیون نہین بچائے جاتے وعلی ہذالقیاس

اس قسم کے سوالات متعلقہ فطرت و انسانی افعال کو قطع کرنا نیچرل فلاسفر سے ممکن نہین تو اک مذہبی مسئلہ کے متعلق ایسے سوالات کو قطع کرنے کی ہم کیا امید رکھ سکتے اور ان سبھی سوالات کا جواب کیونکر دے سکتے ہین ؟

ایسے سوالات کے جواب مین نیچرل فلاسفر بھی کچھ کم ہی بولکر آخر "لا ادری" (مین نہین جانتا) کہدیگا اسی طور پر ہم سوال حکمت کی حکمت کے جواب مین اس قدر کہتے ہین کہ اس حکمت کی حکمت اظہار قدرت و دیگر صفات جلالت قانونی عدالت عفو و مغفرت رحمت و عقوبت وغیرہ وغیرہ ہے - اسپر اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس اظہار مین کیا حکمت ہے

---

[*] خدا پرست اچھے کام کرنے کو کہیگا نفس پرست برے کام کرنے کو ان دونو کا خیال و مقال اس شعر مین بیان ہوا ہے ؎

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است (داعی نفسانی) تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور خدا کو اسکی ضرورت کیا تہی تو اسکے جواب میں ہم وہی بات کہیں گے جو ہر ایک نیچرل فلاسفر کہتا ہے کہ لاادری یعنے ہم نہیں جانتے - اس جواب کو کوئی صحیح اور کافی نہ سمجہے تو وہ ہم کو اس قسم کے سوالات متعلقہ فطرت (نیچر) کا جواب دے پہر ہم سے اپنے سوال کا جواب لے ۔

اس اجمال کی تفصیل یہہ ہے کہ بیشک خداتعالی و تقدس امر و نہی کا سلسلہ قایم نہ کرتا اور جسکو چاہتا یونہی عذاب میں پہنساتا اور جسکو چاہتا عیش و آرام عطا فرماتا تو کوئی شخص نہ اسپر ظلم حقیقی کا الزام قایم کرتا (کیونکہ حقیقت میں خدا تعالی پر کسیکا کوئی حق نہیں ہے) اور نہ ظلم قانونی کا الزام لگاتا (کیونکہ اس صورت میں قانون کا وجود نہ ہوتا) ولیکن خدا تعالی و تقدس نے باوجود استغناء کلی و بے نیازی ذاتی کے[#] اپنی قدرت عدالت وغیرہ صفات کاملہ کا اظہار چاہا تو عالم کو پیدا کیا اور اسمین نیک و بد سیاہ و سفید نور و ظلمت ضعف و قوت حرارت برودت رطوبت و یبوست حلاوت و مرارت صغر و کبر وغیرہ اضداد جواہر و اعراض کو وجود عطا فرمایا - پہر منجملہ ان مخلوقات کے حضرت انسان کو صفت عقل و امتیاز و ارادہ و اختیار سے اعزاز بخشا اور اضداد مذکورہ سے ایک جانب کو بہ ہدایت و وساطت فطرت و عقل و شریعت اسکی نظر مین مرغوب محبوب و حسن ٹہرادیا اور دوسری جانب کو مطرود و مبغوض و قبیح -

اس حسن و قبیح طبعی و عقلی و شرعی کو عین مناسب اور لازم ہے کہ اسکے موافق عمل کرنے پر اسکے مناسب آثار کا ظہور ہو - جو شخص طبعی نیک کام کو بجالاوے (مثلاً عمدہ غذا موافق طبع کہاوے یا موافق مزاج خوشبو لگاوے) اس سے اسکی طبیعت خوش ہو جاوے صحت و قیام حاصل ہو اور جو شخص بحکم عقل نیک کام کرے (کسی اجنبی سے بلا عوض و بلا طمع نقد احسان کرے) اسکی زمرۂ عقلا مین تحسین ہو اور جو شرعی نیکی کماوے (ہدایت شریعت کے موافق خداتعالی کی عبادت کرے) وہ خداتعالی کی رضا اور اس سے اجر پاوے اور جو شخص ان طبعی و عقلی و شرعی محاسن کا

[#] اس اظہار قدرت مین وہ بے نیازی معدوم نہیں ہوئی اسین اس نے استکمال بالغیر نہیں کیا اور اپنی ذات کے کسی کام نہیں لیا جو چیز اسکی قدرت کے مظہر یا سبب ظہور ہے وہ اسکی ذات پاک سے نہ غیر کا ذاتی اصلی وجود ہی نہیں ہے

[۱] ہمہ مخلوق را وجود از دست ٭ بر در مرکہ رفت بر در دوست

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاف کرے وہ طبعی و عقلی و شرعی مواخذہ کا سزاوار ہو۔ زہر کہائے تو اسکی جان جائے نجاست مین آلودہ ہو تو مکدر خاطر ہو جائے کسی پر ناحق زبان دراز کرے تو زمرہ عقلا سے ملامت کیا جائے و ندامت اٹھائے خدا کی عبادت سے انکار کرے تو مستوجب غضب عذاب الٰہی ہو جائے مگر **اسی ظہور آثار** مناسبہ کا نام **جزا و سزا** ہے جسکے اقسام طبعی و عقلی کے وجود و ظہور کو کس و ناکس (جو سلیم الطبع و صحیح العقل ہو) جانتا اور مانتا ہے۔ گو جزا و سزا شرعی کو وہی جانتے اور مانتے ہین جو شریعت کی معرفت رکھتے ہین۔

اس سلسلہ موجودہ اسباب و نتائج و افعال و آثار کو عبرت و توجہ کی نگاہ سے دیکھنے والا یقین کے ساتھ اقرار کریگا کہ جو قدرت معدلت و مغفرت و عقوبت وغیرہ صفات خداوندی کا اظہار اس سلسلہ سے مقصود ہے وہ اسکے خلاف سے ہرگز نہین ہو سکتا۔ منجملہ ان اضداد کے ایک ہی جانب کو وجود عطا ہوتا تو نہ کوئی اچھی چیز اچھی کہلاتی نہ بری بری اور نہ ان چیزون کیطرف پورا میلان طبعی عقلی اور شرعی پایا جاتا اور نہ اس میلان کے نتائج و آثار کا ترتب ہوتا۔ اور نہ صفات خداوندی کا پورا ظہور ہوتا **خوب صورت** اپنے جمال کی۔ قوی توانائی کی۔ دولتمند تونگری کی۔ تندرست صحت کی تب ہی قدر کرتا ہے اور اسپر اپنے خداوند محسن کا شکر بجالاتا ہے جبکہ وہ بدصورتی ناتوانی فقیری بیماری کو دیکھ لیتا ہے "قدر عافیت کسے داند کہ بمصیبتے گرفتار آید" **کہانے** کی لذت اُسی کو آتی ہے اور اُسی کی رغبت اُسکی طرف پائی جاتی ہے جو بہوک کا مزہ چکھ چکا ہو **سرد پانی** سے اُسی کو راحت ہوتی ہے اور اُسی کی نظر مین قدرت خدا کی یہ صورت جلوہ دکہاتی ہے جسکو پیاس لگی ہو **میٹھے** کی حلاوت وہی پاتا ہے اور اسپر خدا کا شکر بجالاتا ہے جو پہیکی کڑوی چیز سے منہ کا ذائقہ خراب کر بیٹھا ہو **توبہ** کی نعمت اسی کو نصیب ہوتی ہے جو کفر و معاصی کا مرتکب ہو لیا ہو۔ سعید ازلی نے اپنی مدت العمری طاعت اور حسنات پر تب محسن کہلایا ہے جبکہ گناہون (کفر و شرک و زنا و قتل ناحق) کا وجود ہوا اور اُس سعید ازلی نے باوجود صلاحیت ارتکاب

---

* یہان سے ثابت ہوا کہ کفر وغیرہ گناہون کا کسب بُرا ہی جو بندہ سے ہوتا ہے۔ اور اسکو مستوجب سزا بناتا ہے اسکا خلق برا نہین جو خدا تعالے سے کا فعل ہے اس سے ثابت ہوا کہ شر محض کا عالم مین وجود نہین ہے ہر شر مین خیر ہی پائی جاتی ہے جسکی نظر سے شر کو شر محض کہنا باطل ہوتا ہے "خدا شرے بیانگیزد کہ خیرے ما دران باشد"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اپنے نفس کو ان گناہوں سے روکتا ہے۔ وہ عنین یا خصی ہوتا اور زنا کی قدرت ہی نہ رکھتا تو وہ تارک زنا اور محسن کب کہلاتا۔ "ستر بی بی از بے چادری" کا مصداق شمار کیا جاتا۔

خدا کی صفات غفاری و ستاری تب ہی ظہور پذیر ہوں جبکہ لوگ گناہ کے مرتکب ہوکر تائب و نادم ہوں۔ دنیا میں کوئی گناہ نہ کرے تو خدا غافر الذنوب ستار العیوب کیونکر کہلاوے

"گناہ من ارنا مدے در شمار — ترا نام کے بودے آمرزگار"

اسکی صفت محاسبی و قانونی عدالت اور بعد ازاں جزا و سزا تب ہی جلوہ آرا ہو جبکہ اسکی مخلوقات میں کوئی مجرم بنے کوئی مطیع کہلاوے۔ اور ان کے حساب و الزام و برأت کے بعد انکے اعمال کے موافق کسیکی تنعیم کسیکی تعذیب ظہور میں آوے وہ کسیکو بلا عمل نعمت دے یا عذاب کرے یا اعمال بد پر نعمت دے اور اعمال حسنہ پر عذاب کرے تو ان صفات کا اظہار کیونکر ہو۔

اس اظہار صفات جلالت قدرت و عدالت وغیرہ پر اگر یہ سوال ہو کہ وہ کیوں ہوا تو اس کا جواب وہی "لا ادری" ہے یعنی ہم نہیں جانتے کہ کیوں ہوا مگر ہوا ضرور ہوا۔ اسپر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس اظہار میں قدرت وغیرہ صفات خداوندی کا ظہور تو ہوا اور منجملہ اضداد مذکورہ جانب حسن و خوبی والوں کا کام بنا۔ مگر اسمیں فریق ثانی تو مارا گیا جو منجملہ اضداد مذکورہ جانب قبح و زشتی کا مظہر ہوا تو اسکا جواب گذر چکا ہے کہ خدا کو اپنے ملک میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہے اور مملوک کو کسی تصرف پر اعتراض کا حق نہیں ہے۔

کمہار اپنی ظاہری[*] مملوک اور سنواری بنائی ہوئی مٹی میں جو چاہے تصرف کرے۔ ایک برتن ایسا بناوے جو بادشاہ کے خزانچہ میں رکھا جاوے ایک ایسا بناوے جو پاخانہ کی چوکی

---

[*] ظاہری مملوک و زر خرید مٹی اور لکڑی حقیقت میں خدا کی مخلوق و مملوک ہے انسان کو ظاہری اور عارضی سو بھی چند روزہ تملک اسپر حاصل ہوا ہے۔ لہذا مٹی اور لکڑی اصل حقیقت وجود و خلقت کی نظر سے کمہار کے ملک سے خارج ہے وہ اس حقیقت وجود کی نظر سے کمہار کو کچھ کہے تو کہہ سکتی ہے۔ انسان تو جز حقیقت اور اصل خلقت میں بھی اس ملک سے خارج نہیں وہ کچھ کہے تو کس نظر سے کہے ۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے تلے رہنے - پاخانہ والے برتن کو کوئی حق نہین ہے کہ وہ گلہ کرے کہ مجہکو ایسی بری جگہہ کے لائق کیون بنایا

(۴) ایک شخص اپنی زرخرید لکڑی سے ایک گہر بناتا ہے جس کے ایک حصہ کو بالاخانہ کی چہت مین لگاتا ہے اور اسپر نقش و نگار کراتا ہے دوسرا دروازہ کی دہلیز مین جس سے اس گہر کی تکمیل متصور ہے گو دہلیز کی جو ہر وقت جوتیون کے تلے آتی ہے تذلیل ہی کیون ہے اس دہلیز والی لکڑی کو نہین پہنچتا کہ مالک پر اعتراض کرے اور یہہ کہے کہ مجہے دہلیز مین لگا کر ذلیل کیون کیا

اس قسم کا اعتراض کوئی نظام شرعی کے نتائج حسن و قبح (جزا و سزا اعمال نیک و بد) پر کرے اور ان کو خدا تعالی کی رحیمی و کریمی کے مخالف قرار دے تو وہ ہمکو نظام دنیاوی کے نتائج حسن و قبح طبعی و عقلی پر اس قسم کے اعتراض کا جواب دے اور یہہ بتلا دے کہ خدا تعالی نے ایک آدمی کو خوبصورت* توانا سلیم الاعضا صاحب فہم و فراست و شوکت و شجاعت اور حاکم کیون بنایا - اور دوسرے کو نہایت بدصورت ضعیف بزدل اندہا - بہرا - گونگا اور اس (اول)

* اس بوقلمونی قدرت کی کسیقدر تفصیل شیخ سعدی کے ابیات ذیل مین ہوئی ہے -

یکی پاسبان و یکی بادشاہ	یکی داد خواہ و یکی باج خواہ	یکی شادمان و یکی دردمند	یکی کامران و یکی مستمند
یکی تاجدار و یکی باجدار	یکی سرفراز و یکی خاکسار	یکی رحصہ ور یکی بر سریر	یکی در پلاس و یکی در حریر
یکی بینوا و یکی مالدار	یکی نامراد و یکی کامگار	یکی در غنا و یکی در عنا	یکی را بقا و یکی را فنا
یکی تندرست و یکی ناتوان	یکی سالخوردہ و یکی نوجوان	یکی در صواب و یکی در خطا	یکی در دعا و یکی در دغا
یکی نیک کردار نیک اعتقاد	یکی غرق در بحر فسق و فساد	یکی نیک خلق و یکی تندخوی	یکی بردبار و یکی جنگجوی
یکی در تنعم یکی در عذاب	یکی در مشقت یکی کامیاب	یکی در جہان جلالت امیر	یکی در کمند حوادث اسیر
یکی در گلستان راحت مقیم	یکی با غم و رنج و محنت ندیم	یکی چون گل از خرمی خندہ زن	یکی را دل آزردہ خاطر حزن
یکی را شب و روز مصحف بدست	یکی خفتہ در کنج میخانہ مست	یکی بر در شرع مسمار وار	یکی در رہ کفر زنار دار
یکی منتہی و عالم و ہوشیار	یکی مدبر و جاہل و شرمسار	یکی غازی و نیک و پہلوان	یکی بزدل و سست و ترسندہ جان
یکی [illegible]	یکی [illegible]	یکی را [illegible] شمع [illegible]	یکی را [illegible] روشن چو شب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا جسکو کیون کر دیا - اسمین گو خدا تعالی کی قدرت کا ظہور ہوا اور وہ (پہلا) شکر گذار رہا مگر یہہ (دوسرا) تو تباہ ہو گیا وہ خدا تعالی کو نہ کہے گا کہ تجھ اپنی رنگا رنگ قدرت کا تماشا اور نمونون کو اپنا شکر گذار رہنا منظور تھا تو برائی اور بد صورتی کو میرے لئے کیون خاص کیا اسکا جواب جو معترض نظام دنیا کی طرف سے دے وہی جواب نظام شرعی کے نتائج سمجھ لے

اس بیان سے سوال پنجم کا جواب ادا ہو جس سے ... دوم و سوم کی تائید کا اتمام ہوا

ان جوابات شبہات ثلثہ اور انکی تائیدات سے بخوبی ثابت و مبرہن ہوا کہ بانی اسلام علیہ السلام نے جو مجوسیون کے اعتقاد "تعدد خالق" کو اٹھانے اور توحید کی جڑھ جمانے کے لئے مسئلہ تقدیر سکھایا اور یہہ فرمایا "القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالی" (یعنے جو کچھہ عالم مین بھلا یا برا ہو رہا ہے وہ سب خدا اسی واحد کے خلق و تقدیر و ارادہ سے ہوتا ہے اور عالم کے کسی جز مین (جوہر ہو خواہ عرض) بجز ایک خدا کے کوئی حقیقی موثر نہین ہے) وہ کسی اعتراض کا محل نہین ہے نہ اس سے بندہ کا فعل مختار و مکلف سبب عمل ہونا باطل ہوتا ہے نہ خدا تعالی کا لوگون کو نیک و بد کرنے و نہ کرنے سے مکلف و مامور کرنا اور اس امر کے لئے کتب اور رسولون کو بھیجنا عبث ٹھہرتا ہے نہ خدا کی تقدیر و ارادہ کے مطابق لوگون سے گناہون کے صدور پر انکو سزا دینا ظلم قرار پاتا ہے اور نہ اس قسم کا کوئی اور اعتراض وارد ہوتا ہے ٭

اب ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ جو کچھہ ہمنے جوابات شبہات ثلثہ کی تقریر اور ان جوابات کی تائید مین کہا ہے وہ ہمارے متفردات سے نہین نصوص شارع اور اقوال سلف و خلف کی اسپر شہادت قایم و موجود ہے کیونکہ ہمکو یہہ خوف ہے کہ اس وقت کے نا فہم (خصوصاً گروہ اہلحدیث کے بے علم (جو لوگون مین مولوی و عالم کہلاتے ہین) ان باتون کو ہمارے متفردات سے خیال کرین اور اپنی لاعلمی اور نافہمی سے ہمکو سے و کم من عائب قولا صحیحا وآفتہ من الفہم السقیم

٭ جو اعتراض مسئلہ تقدیر پر کسیکے خیال مین گذرے اسکا جواب ہمارے بیان سابق و لاحق سے مفہوم و مستفاد ہوتا ہے -

© rasailojaraid.com

انپر نکتہ چینی کرنے لگین اور لٹرانک اخبارون اور جنگی رسالون کو چند روز کا میگزین بہم پہنچاوین
پس واضح ہو کہ اس تقریر تا ئیدین جو کچھ ہمنے کہا ہے وہ اگرچہ بہیئت مجموعی اور بصورت کذائی
ہمارے ناچیز خیال کا نتیجہ ہے مگر اسکے ہر ایک جزو پر نصوص (آیات و احادیث و اقوال سلف
و خلف کی شہادت موجود ہے —

نصوص منقولہ سابق (جن سے جو ایات اخذ کئے گئے ہین) کے علاوہ بہت سی آیات و احادیث
ہمارے بیان کے اجزا و ارکان پر شاہد ہین جن سے سلف و خلف نے اس مسئلہ مین استدلال کیا
ہے ان آیات و احادیث کو ہم اُن ہی کی کلام کے ضمن مین نقل کرتے ہین بالاستقلال انکو نقل و
استدلال کی ضرورت نہین دیکھتے — باقیماندہ نصوص کو جداگانہ نقل کیا جائیگا انشاء اللہ تعالےٰ —

امام الائمہ فخر الامۃ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی کتاب فقہ اکبر اور اسکی شرح
المنح الازہر تالیف ملا علی قاری مین ارشاد ہوا ہے کہ

خلق اللہ تعالیٰ الاشیاء من الذوات والحالات
کالسکون والحرکات والانوار والظلمات و
الشرور والخیرات والعلویات والسفلیات
لا من شیءٍ ای لا من مادۃ سابقۃ علی المخلوقات
لقولہ تعالےٰ فاطر السموٰت والارض ای مبدعهما
ومخترعهما من غیر مثال سبق لہ فیهما حال
ابدائهما وانشائهما ولا ینافیہ ان خلق بعض
الاشیاء من بعض المواد علی وفق ما ارادنا
اصول تلک المواد خلقت من غیر وجود شیءٍ
فی عالم الکون والفساد ولو تصور وجود الشیء
السابق فهو تحت خلق الخالق لقولہ تعالیٰ
اللہ خالق کل شیءٍ ولانہ سبحانہ کان ولم
یکن معہ شیء بل فی نظر العارفین هو الاٰن علی ما کان

خدا تعالیٰ نے سب چیزون کو اصل موجودات ہین
خواہ انکے حالات وصفات جیسے انکا ٹہرنا
اور ہلنا اور روشنی اور اندہیرا اور نیکیان اور بدیان
(عالم بالا کی ہون خواہ عالم سفلی کی) بغیر کسی مادہ
کے جو مخلوق سے پہلے ہو پیدا کیا ہے خدا تعالےٰ نے
فرمایا ہے وہ آسمانون اور زمین کا فاطر ہے یعنی بغیر
کسی مادہ اور مثال کے پیدا کرنیوالا ہے بعض چیزون
کو جو وہ مادہ سے پیدا کرتا ہے تو یہ اس کہنے کے مخالف
نہین کیونکہ یہ مادہ کسی اور مادہ سے پیدا نہین ہوا
اس سے پہلے کوئی مادہ فرض کیا جاوے تو وہ بھی مخلوقات
مخلوقات خداوندی سے ہے اور نیز خدا تعالیٰ موجود
تہا اور کوئی چیز اسکے ساتھ نہ تہی بلکہ عارفین
کی نظر مین وہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ پہلے

فهو منزه عن ان يكون له شريك في الخلق
والقدرة في المادة ولو في ايجاد ذرة او امدادها
بسكون او حركة — وكان الله عالماً في الازل
بالاشياء قبل كونها اي قبل وجود الاشياء
وتحققها في عالم الاعيان امر وهذا معنى قوله وكان
الله بكل شيء عليما وما ثبت قدمه استحال
عدمه فلا يحتاج الى ان يقال كان زائدة
او رابطة وهو الذي قدر الاشياء وقضاها
اي الحال انه قدر الاشياء على طبق ارادته وحكم
وفق حكمته في الانشاء وفيه ايماء الى مضمون
قوله تعالى الا يعلم من خلق اي الا يعلم قبل الانشاء
من خلق الاشياء فعلمه قديم وان كان متعلقاته حادث
وقد قال الله تعالى وما يعزب عن ربك من مثقال
ذرة في الارض ولا في السماء ولا اصغر من ذلك
ولا اكبر الا في كتاب مبين وقال صلى الله عليه وسلم
اول ما خلق الله القلم فقال له اكتب فقال القلم
ما ذا اكتب يا رب فقال الله تعالى اكتب ما هو
كائن الى يوم القيمة وفي هذا التحقيق دلالة
على ما قال اهل الحق من ان حقائق الاشياء
ثابتة وقال الامام الاعظم رض في كتاب الوصية
نقر بان التقدير خيره والشر كله من الله تعالى

وہ اس سے پاک ہے کہ اسکا کوئی شریک ہو پیدائش
یا پیدا کرنے میں یا پیدائش کے مادہ میں ایک
ذرہ کیون نہ ہو یا اسکا چلنا یا ٹھہرنا وہ خدا سب
چیزون کو انکے موجود ہونے سے پہلے ہمیشہ سے
جانتا ہے یہی اس قول خداوندی سے مراد ہے
کہ "اللہ ہر چیز کو جانتا تھا" اور جو چیز ہمیشہ سے
ہے وہ محال ہے کہ کبھی نہ ہو اسلئے لفظ "تھا"
کہنے سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ وہ اب نہین
ہے دوسرا اس کہنے کی ضرورت نہین کہ کان
کا لفظ جسکے معنے "تھا" ہے زائدہ ہے یا رابطہ ہے
وہی خدا تعالی ہے جس نے سب چیزون کا وجود
اپنے علم میں ٹھہرایا اور اسکے مطابق اسکا فیصلہ
فرمایا۔ پھر وہ انکو پیدا کرنے سے پہلے کیون نہ جانتا
تھا؟ اس سے ثابت ہوا کہ اسکا علم قدیم ہے
اور اس علم کے متعلقات (مخلوقات) حادث
ہین یہ بھی اس نے فرمایا ہے کہ تیرے رب سے
ایک ذرہ اور اس سے چھوٹا یا بڑا آسمانون اور
زمین میں چھپا نہیں رہتا سبھی روشن کتاب میں ہے
اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے سب سے پہلے خدا نے قلم کو
پیدا کیا اور فرمایا تو لکھ اس نے عرض کیا کیا
لکھون؟ خدا تعالی نے فرمایا قیامت تک جو ہونے والا ہے

اس سے یہ بھی ثابت ہوا جو اہل سنت وجماعت نے کہا ہے کہ اشیا کی حقائق واقعی موجود ہیں محض وہم و خیال نہین ہین
امام اعظم علیہ الرحمہ نے کتاب وصیت میں فرمایا ہے ہم اس بات کے مقر ہین کہ نیکی بدی سبھی خدا کی

© rasailojaraid.com

لقوله تعالیٰ قل كل من عند الله ومن
زعم ان تقدير الخير والشر من عند
غير الله لكان كافراً بالله وبطل توحيده
لو كان له التوحيد انتهى - وقد قال الله
تعالى انما امره اذا اراد شيئاً ان يقول
له كن فيكون ورد فخر الاسلام قول
من قال المراد بهذا القول سرعة الايجاد
وتحقق ما اراد حيث افاد ان هذا
عندنا محمول على انما ريد به التكلم
بهذه الكلمة على الحقيقة لا على المجاز
وسرعة الايجاد بل هو كلام وارد على
الحقيقة من غير تشبيه ولا تعطيل
في نعته × × × ولا يكون في
الدنيا ولا في الآخرة شيء اي موجود
حادث في الاحوال جميعها الا بمشيته
اي مقروناً بارادته وعلمه وقضائه
اي حكمه وامره وقدره اي بتقديره
بقدر قدرته وكتبه بفتح الكاف
وسكون التاء اي كتابته في اللوح المحفوظ
اي قبل ظهور امره × ×...

تقدیر و خلق سے ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے
فرمایا ہے "تو کہدے سبھی (نیکی بدی) خدا
کے پاس سے ہے" اور جو شخص خیال کرے
کہ نیکی بدی کی تقدیر خدا کے سوائے کسی اور سے
ہے تو وہ کافر ہوا اور اسکا اعتقاد توحید
باطل ہوا اگر وہ اسکا مدعی تھا - امام صاحب کا
کلام ختم ہوا - خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "جب وہ
کسی چیز کا ہونا چاہتا ہے تو صرف اسکو کن
(یعنے ہوجا) کہدیتا ہے پھر وہ ہو جاتی ہے"
جس شخص نے اس قول خداوندی کو سرعت ایجاد
سے کنایہ قرار دیا ہے اور اس سے حقیقی حکم
خداوندی مراد نہیں لیا اسکے قول کو فخر الاسلام
(بزدوی) نے رد کر دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے
"اس قول خداوندی سے حقیقۃً حکم دینا اور کلمہ
"کن" یعنے ہوجا فرمانا مراد ہے اس سے مجازاً
سرعت ایجاد مراد نہین ہے اس کلام خداوندی
سے اسکے حقیقی معنے مراد ہین اسمین نہ تشبیہ کو
دخل ہے کہ اسکے کلام و حکم کو کلام بشر کی مانند سمجھا
جاوے نہ تعطیل کو کہ اسکے حقیقی معنے مراد نہ لئے
جاوین" - اور دنیا اور آخرت مین جو کچھ کسی حال مین
واقع ہوتا ہے وہ خدا کے ارادہ و علم و قرار داد اور اس قرار داد کے مطابق خدا کے حکم سے ہوتا ہے اور ظہور سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولکن کتبه بالوصف لا بالحکم ای کتب الله
فی حق کل شیء بانه سیکون کذا وکذا
ولم یکتب بانه لیکن کذا وکذا وتوضیحه
ان وقت الکتابة لم تکن الاشیاء
موجودة فکتب فی اللوح المحفوظ
علی وجه الوصف انه سیکون
الاشیاء علی وفق القضاء لا علی وجه
الامر بانه لیکن لانه لو قال لیکن لکانت
الاشیاء کلها موجودة حینئذ لعدم
تصور تخلف المخلوق عن الامر الایجاد
للخالق وقال الامام الاعظم
رحمه الله فی کتاب الوصیة نقر بان
الله تعالی امر القلم بان یکتب فی نسخة
بان اکتب فقال القلم ماذا اکتب یا رب
فقال الله تعالی اکتب ما هو کائن الی یوم
القیمة لقوله تعالی وکل شیء فعلوه
فی الزبر وکل صغیر وکبیر مستطر انتهی
یعنی الحدیث مقتبس من القرآن لانه صلی الله
علیه وسلم کان فی معرض التبیان ومجمل
الامران القدر وهو ما یقع من العبد المقدر
فی الازل من خیره وشره وحلوه ومره

پہلے لوح محفوظ میں اسکو لکھ لینے سے ولیکن اسکا
لکھنا ایک خبر و بیان کے طور پر ہے کہ فلان چیز
ایسی ہوگی نہ بطور حکم کہ وہ ایسی ہو - اس
بیان کی تشریح یہ ہے کہ لکھنے کے وقت اشیا
موجود نہ تھین خدا تعالی نے لوح محفوظ میں یہ لکھدیا
تھا کہ جملہ اشیا اس صفت یا حالت کے موافق
واقع ہونگی یہ نہین لکھا تھا کہ وہ ایسی واقع ہون
وہ ایسا لکھتا تو وہ سب کی سب اپنے وقت وجود
سے پہلے (یعنی اسیوقت) واقع ہوجاتین - کیونکہ
خالق کے حکم خلق و ایجاد کی تعمیل سے مخلوق
کا پیچھے رہنا اور وجود مین نہ آنا ممکن نہین ہے
امام اعظم علیہ الرحمۃ نے کتاب وصیت
مین فرمایا ہے - ہم اس بات کے مقر ہین کہ
خدا تعالی نے قلم کو لکھنے کا حکم دیا تو اس نے عرض
کیا کہ مین کیا لکھون اسپر خدا تعالی نے فرمایا کہ
لکھ جو قیامت تک ہونے والا ہے اسپر یہ قول
خداوندی بھی دلیل ہے کہ جو [illegible] ہے کرتے ہین
وہ کتابون مین لکھا ہے اور چھوٹا بڑا سبھی لکھنے
مین آچکا ہے" امام صاحب کا کلام ختم ہوا - اسمین اشارہ
ہے کہ اس حدیث مین قرآن کا اقتباس ہوا ہے اور
یہ بیان مطالب قرآن آنحضرت کا منصب تھا

© rasailojaraid.com

كائن عنه سبحانه وتعالى بخلقه و
ارادته ماشاء كان ومالا فلا، والقضا
والقدر والمراد باحدهما الحكم الاجمالی
وبالآخر التفصيلي واما قول المعتزلة
لو كان الكفر بقضاء الله تعالى لوجب
الرضاء به لان الرضاء بالقضا واجب
واللازم باطل لان الرضاء بالكفر كفر
فثبت ان الكفر ليس بقضاء الله فلم
يكن جميع افعال العباد بقضاء الله تعالی
على ماذهب اليه اهل السنة والجماعة
فمدفوع بان الكفر مقضى لاقضاء و
الرضاء انما يجب بالقضا دون المقضى
وتوضيحه ان الكفر له نسبة اليه سبحانه
وهي كونه خلقه على مقتضى حكمته ولا
اعتراض عليه في مشيته فانه مالك
الملك يتصرف فيه كيف يشاء لا يتضرر
بشئ كما لا ينتفع به وله نسبة اخرى الى
المكلف وهي وقوعه صفة له بكسبه
واختياره والاعتراض واقع عليه في فعله
لانه اسخط مولاه واستحق العقوبة ثمة
في عقباه هذا اه

خلاصہ یہ کہ بندے سے جو کچھ نیک و بد و شیریں و تلخ
وقوع میں آتا ہے وہ خدا کی تقدیر و خلق و ارادے
سے ہوتا ہے خدا جو چاہتا ہے سو ہوتا ہے اور جو نہیں
چاہتا وہ نہیں ہوتا

اور قضا و قدر (جنہیں ایک (قدر) سے مجمل قرار داد
مراد ہے دوسری (قضا) سے اس قرارداد کے مطابق
فیصلہ) اور ارادہ (جو ان دونوں کے متعلق ہوتا
ہے) خداتعالی کی ازلی صفات ہیں جنکی کیفیت ہم بیان
نہیں کرسکتے۔ معتزلہ جو یہ کہتے ہیں کفر خدا کی قضا سے ہو تو
اسپر بندوں کی رضا واجب ہو کیونکہ قضا الٰہی سے رضا
واجب ہے حالانکہ کفر سے رضا واجب نہیں بلکہ کفر ہے
اس سے ثابت ہو کہ کفر خدا کی قضا و قدر سے نہیں ہے
اور بندوں کے سبھی فعل خدا کی تقدیر سے نہیں جیسا کہ
اہلسنت قائل ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ کفر قضا کا
ایک متعلق ہے نہ عین قضا اور رضا قضا سے واجب
ہے نہ اسکے متعلق سے۔ اسکی توضیح یہ ہے کہ کفر کو ایک
تعلق خدا سے ہے وہ یہ کہ مخلوق خدا ہوتا ہے اپنی حکمت
خداوندی کے مطابق جسپر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا
کیونکہ وہ اپنے ملک خلق میں جو چاہے تصرف کرسکتا ہے
نہ وہ کسی چیز سے ضرر پاتا ہے۔ نہ کسی کا نفع اٹھاتا ہے
دوسرا تعلق بندہ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اسکی صفت

© rasailojaraid.com

ہے اور وہ اسکے قصد و فعل و اختیار سے وقوع میں آتا ہے اسی پر اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ بندہ اسکے کسب و فعل سے اپنے مولی کو ناخوش کرتا ہے اور عذاب دائمی کا مستحق بنتا ہے (یہ معتزلہ کا جواب ہے اب مسئلہ رضا بکفر سنو) جو شخص اپنے کفر سے راضی ہو وہ بالاتفاق کافر ہو جاتا ہے اور جو دوسرے

ومن رضي بكفر نفسه فقد كفر اتفاقا ومن رضي بكفر غيره ففيه اختلاف المشائخ والاصح انه لا يكفر بالرضاء بكفر الغير ان كان لا يحب الكفر ولكن يتمنى ان يسلب الله عنه الايمان حين ينتقم منه على ظلمه وايذائه كذا في التاتارخانية ويؤيده قوله تعالى ربنا اطمس على اموالهم واشدد على قلوبهم فلا يؤمنوا حتى يروا العذاب الاليم والمشية اي الارادة المتعلقة بهما صفاته في الازل بلا كيف اي بلا وصف ادراك العقل والمعنى ان هذه الثلثة المذكورة صفات في الازل ثابتة في الكتاب والسنة الا انها متشابهة الصفة مجهول الكيفية كسائر صفاته العلية حيث حقيقتها خفية عن البرية

وقد ذكر الامام الاعظم رح ذكر الارادة ههنا تحقيقا لكونها صفة قديمة لله تعالى تخصص المكونات

کے کفر پر راضی ہو اسکے کفر پر مشائخ کا اختلاف ہے صحیح قول یہی ہے کہ وہ کافر نہیں ہوتا ہے اگر وہ نفس کفر کو پسند نہ کرتا ہو صرف دوسرے کے حق میں یہ چاہتا ہو کہ اسکا ایمان جاتا رہے اور وہ دوزخ میں پڑے جبکہ وہ اسکے ظلم و ایذا کے انتقام کا قصد رکھتا ہو ایسا ہی تاتارخانیہ میں ہے اور اسکا موید خدا تعالی کا وہ قول ہے جسمیں حضرت موسی ع سے اس دعا کی حکایت ہے کہ اے خدا تو ان (فرعونیوں) کے مالوں کو مٹا دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے پھر وہ ایمان نہ لاوین جب تک دکھ کی مار دیکھ نہ لین۔

خدا تعالی کی یہ صفات قضا و قدر و ارادہ کتاب و سنت سے ثابت ہیں مگر انکی حقیقت متشابہ ہے اور کیفیت نامعلوم جیسا اور صفات خداوندی کا حال ہے جنکی حقیقت مخلوقات سے مخفی ہے

امام اعظم علیہ الرحمۃ نے صفت ارادہ کا ذکر دوبارہ اسلئے فرمایا ہے جو اس صفت ارادہ کا رجوع کائنات و موجودات کو ان کے بعض حالات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بوجہ دون وجہ فی وقت دون وقت
ورداً علی الکرامیة وبعض المعتزلة
من ان ارادتہ حادثة
واما جمہورہم فانکروا ارادتہ
للشرور والقبائح حتی یقولوا
انہ سبحانہ اراد من الکافر و
الفاسق ایمانہ وطاعتہ لا کفرہ
ومعصیتہ زعماً منہم ان ارادة
القبیح قبیحة کخلقہ وایجادہ
وہو ممنوع ومدفوع بان القبیح ہو
کسبہ والاتصاف بہ فعندہم
یکون اکثر ما یقع من افعال الخلق
علی خلاف ما ارادہ اللہ فی البلاد وہذا
شنیع جداً حیث لا یصبر علی ذلک
رئیس قریة من العباد۔
واذا عرفت ذلک فللعباد افعال
اختیاریة یثابون بہا ان کان طاعة
ویعاقبون علیہا ان کان معصیة
لا کما زعمت الجبریة ان لا فعل للعبد
اصلاً لا کسباً ولا خلقاً وان حرکاتہ

وجوہات و بعض اوقات سے مخصوص کرتی ہے)
قدیم ہونا ثابت ہو اور کرامیہ اور بعض معتزلہ کا یہ
قول کہ "صفت ارادہ حادث ہے" باطل ہو۔
فرقہ معتزلہ کے لوگ اکثر اس امر کے منکر ہیں
کہ خدا تعالیٰ بُری باتوں کا ارادہ کرتا ہے وہ
یہانتک کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کافر سے ایمان لانے
اور فاسق سے اطاعت کرانیکا ارادہ کرتا ہے نہ یہ
کہ کفر و گناہ کریں اُنکا یہ خیال ہے کہ بدی کے
وجود میں آنیکا ارادہ کرنا بھی بُرا ہے جس طرح بدی
کا پیدا کرنا۔ اُنکا یہ قول لائق تسلیم نہیں بلکہ اس
وجہ سے لائق رد ہے کہ بدی کا کمانا اور عمل میں
لانا بُرا ہے نہ اسکا پیدا کرنا۔ معتزلہ کے نزدیک
مخلوق کے اکثر افعال ارادہ خالق کے برخلاف
وقوع میں آتے ہیں اور یہ ایسی تجویز ہے کہ بہر
ایک گاؤں کا رئیس صبر نہیں کرسکتا (یعنی اُسکے
موضع حکومت میں اُسکے ارادہ کے خلاف ہو
تو وہ ہرگز ہونے نہیں دیتا)
یہ تو نے جان لیا تو اب یہ جان لے کہ بندوں
کے لئے اختیاری افعال بھی ہیں جن پر وہ ثواب
پائینگے اگر طاعت کے کام ہوں اور دکھ اٹھائینگے
اگر وہ گناہ کے کام ہوں ایسا نہیں ہے جو جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ کا کوئی فعل ایسا نہیں ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بمنزلة حرکات الجمادات لا قدرة
علیها لا موثرة ولا کاسبة فی مقام
الاعتبار ولا قصد ولا ارادة ولا
اختیار وهذا باطل لانا نفرق بین
حرکة البطش وحرکة الرعش ونعلم
ان الاول باختیاره دون الثانی
لاضطراره فان قیل بعد تعلق علم الله
وارادته الجبر لازم قطعا لانهما اما
ان یتعلقا بوجود الفعل فیجب او بعدمه
فیمتنع لامتناع انقلاب علمه سبحانه
جهلا وامتناع تخلف مراده اصلا
وحینئذ لا اختیار مع الوجوب
والامتناع قطعا فالجواب انه سبحانه
یعلم ویرید ان العبد یفعله او یترکه
باختیاره فلا اشکال فی هذا المقال
وتحقیقه ان صرف العبد قدرته
وارادته الی الفعل کسب وایجاد الله
تعالی الفعل عقیب ذلک خلق
فالله تعالی خالق والعبد کاسب

جسمین اسکے کسب و عمل کا دخل ہو یا خلق کا اسکے
حرکات ظاہری (ہاتھ پاؤں ہلانا) ایسے ہیں
جیسے پتھر کے حرکات (جسکو کوئی ہلاوے) بندے
کو اپنے افعال پر کسی قسم کی قدرت نہیں ہے
نہ موثرہ (جسکا اثر خلق ہے) نہ کاسبہ (جو
ظاہری عمل کے متعلق ہے) یہ کہنا انکا باطل ہے
کیونکہ ہم پکڑنے کی حرکت اور رعشہ کی حرکت
(دونو) میں فرق دیکھتے ہیں اور اول کو ارادی
جانتے ہیں اور دوسری کو اضطراری۔ اب
اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ خدا کا علم و ارادہ بندے
کے فعل سے متعلق ہو تو جبر یقیناً لازم آتا ہے کیونکہ
اگر وہ علم و ارادہ فعل کے وجود سے متعلق ہو تو اسکا
وجود واجب ہو جاتا ہے اور اگر وہ اسکے عدم سے
متعلق ہو تو اس فعل کا عدم لازم ہو جاتا ہے یہ
نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ خدا نے جان رکھا یا چاہا ہو
اسکا خلاف وقوع میں آئے اور جب اس فعل کا
وقوع یا عدم وقوع علم و ارادہ خداوندی کے
تابع ٹھہرا) تو بندے کا اختیار کہاں رہا۔ اسکا جواب
یہ ہے کہ خدا کا علم و ارادہ بندے کے فعل سے اسی
صورت سے متعلق ہوتا ہے کہ بندہ اپنے اختیار (خداداد) سے اس فعل کو کریگا یا باختیار خود
اسکو ترک کریگا لہذا جبر کا کوئی شبہ باقی نہ رہا (وہ فعل علم و ارادہ خداوندی کے مطابق وقوع میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ومن اضل ممن یزعم ان اللہ شاء
الایمان من الکافر والطاعۃ من
الفاجر و الکافر شاء الکفر و الفاجر
شاء الفجور فغلبت مشیتہما
مشیۃ اللہ سبحانہ فان قیل
یشکل علی ھذا قولہ تعالی سیقول
الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا
ولا اباؤنا ولا حرمنا من شیء
الایۃ وقولہ تعالی وقال الذین
اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من
دونہ من شیء نحن ولا اباؤنا ولا
حرمنا من دونہ من شیء الایۃ
وقولہ تعالی لو شاء الرحمن ما
عبدنٰھم مالھم بذلک من علم
ان ھم الا یخرصون ای یکذبون
او یظنون و یتوھمون
فقد ذمھم اللہ تعالی حیث
جعلوا الشرک کائنا منھم بمشیۃ
اللہ وکذلک ذم ابلیس حیث

آئے گا تو بندے کے اختیار سے آئیگا اور اگر اسکا
وقوع معرض عدم میں رہا تو بندہ ہی کے اختیار
سے رہیگا۔ بہرحال خدا کا علم وارادہ بندے کے اختیار
کے برخلاف نہیں ہوتا) اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے
کہ بندے کا اپنی قدرت وارادہ کو کام میں لانا بندہ کا کسب
ہے اور اس کسب کے بعد خدا تعالی کا اس فعل کو وجود عطا
فرمانا خلق ہے لہذا بندہ اس فعل کا کاسب ہے اور خدا تعالے
خالق ۔

جو شخص (معتزلہ) یہ عقاد رکھتا ہے کہ خدا تعالی کافر
سے ایمان اور فاسق سے طاعت وقوع میں آنے کا
ارادہ کرتا ہے اور وہ دونو کفر و گناہ کا ارادہ کرتے ہیں
پھر ان دونو کا ارادہ خدا کے ارادہ پر غالب ہوجاتا ہے
اس سے بڑھکر کوئی گمراہ نہیں

اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس مسئلہ ارادہ میں خدا تعالے
کے اس قول سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ "عنقریب مشرک
کہیں گے کہ خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے اور نہ ہمارے
باپ دادا اور نہ ہم کوئی چیز از خود حرام ٹھہراتے"
اور اس قول سے کہ "مشرکوں نے کہا خدا چاہتا تو ہم
اسکے سوا کسی چیز کو نہ پوجتے اور نہ کچھ حرام کرتے" اور
اس قول سے کہ "انہوں نے کہا خدا چاہتا تو ہم ان (بتوں) کو نہ پوجتے انکو اس بات کا علم نہیں وہ
صرف اٹکل کر رہے ہیں" ان اقوال میں خدا تعالی نے مشرکین سے شرک وغیرہ گناہوں کا وقوع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واضاف الاغواء الى الله تعالى اذ قال رب بما اغويتني
لأزينن لهم في الارض والجواب انه انكر عليهم
ذلك لانهم احتجوا بمشيته على رضاه ومحبته
وقالوا لو كره ذلك لسخط لما شاء فجعلوا
مشية الله دليل رضاه فرد الله عليهم
ذلك فلا يناسب في قوله تعالى ولو شاء ربك
لآمن من في الارض كلهم جميعا وقوله تعالى ولكن
اختلفوا فمنهم من آمن ومنهم من كفر ولو شاء
الله ما اقتتلوا ولكن الله يفعل ما يريد —
وله الحديث الصحيح الذي اتفق السلف والخلف
ما شاء الله كان وما لم يشأ لم يكن وقد
اجيب بانه انكر عليهم اعتقادهم ان مشية الله
تعالى دليل على امره به او انكر عليهم معارضة شرعه
وامره الذي ارسل به رسله وانزل به كتبه
بمشيته وقدره فجعلوا المشية العامة دافعة
للامر ولم يذكروا المشية على جهة التوحيد
وانما ذكروها معارضين بها الامر دافعين
بها للشرع كفعل الزنادقة وجهال
الملاحدة اذا امروا ونهوا احتجوا
بالقدر وقد احتج

بارادہ خداوندی بیان کیا ہے اور پھر اسکو رد کر دیا جس سے مفہوم ہوتا ہے کہ کفر و شرک بارادہ خداوندی نہیں ہوتا۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے شیطان کے اس قول کو جسمیں اس نے اغوا کو خدا کی طرف منسوب کیا برائی سے ذکر فرمایا۔ اس سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ اغوا خدا کی طرف سے نہیں ہے۔

تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مشرکین نے خدا تعالیٰ کے ارادہ سے اسکی رضا کا اثبات کیا اور یہ کہا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ ان باتوں سے خوش ہوتا تو ہم سے ان کے صدور کا ارادہ نہ کرتا۔ ان کے اس خیال کو خدا تعالیٰ نے رد کیا ہے اور یہ قول خداوندی کے مخالف نہیں جسمیں ارشاد ہے خدا چاہتا تو سبھی جو زمین میں ہیں ایمان لاتے اور ارشاد ہے لیکن وہ باہم مختلف ہوئے انمیں کوئی مومن اور کوئی کافر خدا چاہتا تو وہ آپس میں نہ لڑتے لیکن خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے اور نہ وہ اس حدیث صحیح کے مخالف ہے کہ خدا نے جو چاہا وہ ہوا جو نہ چاہا وہ نہ ہوا۔ بعض لوگوں نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کے اس اعتقاد کو رد کیا ہے کہ خدا کا ارادہ اسکے حکم و ارشاد کا مثبت ہے یا یہ کہ انہوں نے خدا کے ارادہ و تقدیر کے دستاویز سے اس کے حکم و کتاب کو ایسا باطل کیا تھا جیسا جیسے مرتد کہتے اور تقدیر کو سند کرتے ہیں جب انکو شرع کا حکم سنایا جاتا ہے اسلئے خدا تعالیٰ نے انکی بات کو رد کر دیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وقد احتج سارق علی عمر رضی الله
بالقدر قال فانا اقطع یدك بقضاء
الله وقدره ویشهد لذلك فی الآیة
قوله تعالی کذلك کذب الذین من
قبلهم حتی ذاقوا بأسنا قل هل عندکم
من علم فتخرجوه لنا ان تتبعون الا
الظن وان انتم الا تخرصون والحاصل
ان قولهم کلمة حق ارید بها الباطل
واما قول ابلیس رب بما اغویتنی
فانما ذم علی احتجاجه بالقدر
لا اعترافه بالقدر واثباته له و
لهذا قالوا انه اعرف بالله من
المعتزلی لمطابقة قوله سبحانه
وتعالی یضل الله من یشاء ای
عدلا ویهدی من یشاء ای
فضلا وقوله تعالی ومن یهد
الله فهو المهتد وقوله تعالی
ومن یضلل الله فما له من هاد
واما قول آدم فی جواب موسی
اتلومنی علی ان عملت عملا قد
کتبه الله علی ان اعمله

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور میں ایک چور نے
اپنے فعل پر تقدیر سے استدلال کیا تو آپ نے اُسکے جواب
میں فرمایا کہ ہم بھی تقدیر ہی کے حکم سے تیرا ہاتھ کاٹتے ہیں
اسکا موید وہ قول خداوندی بھی ہے جسمیں ارشاد ہے
کہ ایسا ہی پہلوں نے جھٹلایا یہانتک کہ ہمارا عذاب چکھ
لیا اُنکو کہدے کیا تمہارے پاس کوئی علم (سند) ہے جسکو
پیش کر سکو (نہیں) تو تم ظن ہی کے پیرو ہوا ور صرف اٹکل
کرتے ہو رہا جواب قول ابلیس کا جسمیں اُسنے اغوا کو خدا
کی طرف منسوب کیا ہے سو یہ ہے کہ اُسکی مذمت اسلیے
ہوئی ہے کہ اُسنے حکم خداوندی کے مقابلہ میں تقدیر
سے استدلال کیا تھا وہ تقدیر کا معترف و مثبت تھا
اسی نظر سے علما نے کہا ہے کہ معتزلہ سے شیطان
ہی اچھا رہا کہ اُسنے خدا کی تقدیر کو مان لیا اُسکا یہ کہنا
خدا تعالیٰ کے اِس قول کے مطابق نکلا کہ خدا جسکو چاہتا
ہے گمراہ کرتا ہے (یعنی عدل سے) اور جسے چاہتا ہے راہ پہ
لاتا ہے (یعنی فضل سے) اور اِس قول کے کہ راہ پڑ وہی
چلتا ہے جسے وہ چلاوے اور اِس قول کے جسے وہ
گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا۔
آدم علیہ السلام نے جو موسیٰ علیہ السلام کے جواب
میں فرمایا تھا کہ کیا آپ مجھے اُس عمل پر ملامت
کرتے ہیں جو میری پیدا ہونے سے

© rasailojaraid.com

قبل ان یخلقنی باربعین سنة فمبنی علی ان الاعتراض علی العاصی بعد توبته ورجوعه الی الطاعة غیر صحیح و ان له حینئذٍ ان یتعلق بالقضاء والقدر بل یجب ان یعتقد ان معصیته کانت مقدرة قبل خلقته ولیس له حین مباشرته قبل تحقق توبته ان یتشبث بالقضاء والقدر فی قضیته فانّه حینئذ کالمعارض لنهیه سبحانه عن المعصیة وامره بطاعته ولاراد لقضائه ولا معقب لحکمه ولا غالب لامره

واما قوله تعالی وان تصبهم حسنة یقولوا هذه من عند الله وان تصبهم سیئة یقولوا هذه من عندک الآیة فالاصح ان المراد

چالیس برس پیشتر میری قسمت میں لکھا گیا تھا تو وہ اس اصول پر مبنی ہے کہ گنہگار کے توبہ کرنے اور گناہ سے باز آجانے کے بعد اسپر اعتراض کرنا صحیح نہیں ہے اگر اسپر کوئی اعتراض کرے تو وہ اسکے جواب میں تقدیر سے تمسک کر سکتا ہے بلکہ اوسوقت یہ خیال کرنا کہ وہ گناہ اسکی تقدیر میں تھا واجب ہے ارتکاب گناہ کے وقت اور توبہ کرنے سے پہلے گناہگار کو تقدیر سے تمسک کرنا جائز نہیں ہے وہ ایسا کریگا تو گویا خدا کی امر و نہی کا مقابلہ کرنے والا ہوگا۔ اور کسی کو نہیں پہنچتا کہ خدا کی تقدیر کو پھیر دے۔ اور اس کے حکم کو مٹھ دے۔ اور اسکے امر پر غالب آوے۔

خدا تعالے نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر اونکا بھلا ہوتا ہے تو کہتے یہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور اگر برائی پہونچتی ہے تو کہتے ہیں یہ تیرے پاس سے آئی ہے اسکے صحیح معنے یہ ہیں کہ بھلائی سے

© rasailojaraid.com

المراد بالحسنة ههنا النّعمة و
بالسّيئة البليّة فلا حجّة لنا ولا
علينا وقيل الحسنة الطّاعة والسيّئة
المعصية * * * امّا على المعنى
الاوّل ففرق سبحانه بين الحسنات
التي هي النعم وبين السيّئات
التي هي المصائب والنقم فجعل هذه
من الله وهذه من نفس الانسان
لانّ الحسنة مضافة الى الله اذ هو
احسن بها من كل وجه
واما السيّئة فانّما يخلقها لحكمة و
هي باعتبار تلك الحكمة من احسانه
فانّه الرّبّ سبحانه لا يفعل سيّئة
قطّ بل فعله كله احسن وخير
ولهذا اورد حديث الخير كلّه
بيدك والشرّ ليس اليك اى فانّك
لا تخلق الشرّ محضًا بل كل ما تخلقه
ففيه حكمة باعتبارها خير ولكن
قد يكون شرًّا لبعض النّاس فهو
شرّ جزئي اضافي فامّا شرّ كلّي
او شرّ مطلق فالرّب تعالى منزّه

نعمت مراد ہے اور برائی سے بلا
لہذا یہ آیت نہ ہمارے لیے (اثبات
تقدیر شر میں) حجت ہو سکتی ہے نہ معتزلہ
کے لیے (نفی تقدیر شر میں) بعض لوگوں
نے بھلائی سے طاعت مراد ٹھرائی ہے اور
برائی سے معصیت ولیکن پہلے معنے کر
بھلائی اور برائی کی نسبت میں خدا تعالی
نے فرق کیا ہے بھلائی کو اپنی طرف سے قرار
دیا ہے اور برائی کو انسان کی طرف منسوب
فرمایا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اس معنی کر بھلائی (نعمت)
ہر وجہ سے خدا کا احسان ہے رہی برائی یعنی
تکلیف اسکو بھی خدا کسی خاص حکمت کی وجہ
سے پیدا کرتا ہے اس حکمت کے لحاظ سے وہ
خدا کے احسانات میں داخل ہے خدا نے ایسی برائی
کوئی پیدا نہیں کی جسمیں کوئی بھلائی و حکمت نہو بلکہ
اسکے سب ہی فعل خیر و بہتری کے متضمن ہیں اسی
نظر سے حدیث میں وارد ہے کہ سبھی خیر تیرے ہاتھ میں ہے
اور شر کو تیری طرف راہ نہیں تو شر محض پیدا نہیں کرتا جو کچھ
تو نے پیدا کیا اسمیں حکمت بھی موجود ہے جسکی نظر سے
اس شر کو خیر بھی کہا جا سکتا ہے وہ شر ہے تو جزئی و نسبتی
ہے یعنی بعض لوگوں کے حق میں شر کلی و مطلق شر جسکے پیدا کرنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من ذلك و من هٰهنا قال ابو مدين
المغربي ؎ لا تنكر الباطل في طوره
فانه من بعض ظهوراته ؎
و لهذا لا يضاف الشر اليه مفردًا
قط بل اما ان يدخل في عموم
المخلوقات لقوله سبحانه الله
خالق كل شيء و قوله تعالى قل
كل من عند الله و اما ان يضاف
الى السبب كقوله تعالى من شر ما
خلق و اما ان يحذف فاعله كقوله تعالى
و انا لا ندري اشر اريد بمن في
الارض ام اراد بهم ربهم رشدا
فان قيل كيف وجه الجمع بين
قوله تعالى قل كل من عند الله و
بين قوله تعالى فمن نفسك اجيب
بان الخصب و الجدب و
النصرة و الهزيمة كلها
من عند الله و ما اصابك
من سيئة اي محنة و بلية
فبذنب نفسك عقوبة لك
و كفارة لك كما قال الله تعالى و ما

تو پاک ہے۔ اسی نظر سے ابو مدین مغربی نے
ایک شعر کہا ہے جسکا مضمون یہ ہے "تم باطل
کی صورت دیکھکر اُسکو بُرا نہ کہو وہ بھی خدا تعالیٰ کے بعض
مظاہر قدرت و حکمت سے ہے" یہی وجہ ہے کہ شر کو
کو خدا کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا وہ خدا کی طرف
منسوب ہوتا تو عمومات میں شامل ہو کر چنانچہ خدا
تعالیٰ نے فرمایا ہے "وہ ہر چیز کا (جسمیں شر بھی
داخل ہے) خالق ہے" اور فرمایا تو کہدے سب
ہی کچھ خدا کی طرف سے ہے" یا وہ (شر) اپنے سبب
کی طرف منسوب ہوتا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے فرمایا "تو
کہدے کہ میں مخلوق خدا کی بُرائی سے پناہ مانگتا
ہوں" یا اسکے فاعل کو بالکل حذف کیا جاتا ہے جیسا
اس قول خداوندی میں کہا گیا ہے "کہ ہم نہیں جانتے کہ زمین
والوں کے حق میں بُرائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا خدا تعالیٰ نے اُنکے
حق میں ارادہ خیر کیا ہے۔ اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس
قول خداوندی میں "کہ سب ہی نیکی بدی خدا کی طرف سے ہے"
اور اس قول میں کہ "جو تجھے بُرائی پہنچے وہ تیرے نفس کی طرف
سے ہے" موافقت کی کیا صورت ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ ارزانی
و گرانی اور فتح و شکست یہ تو سبھی خدا کی طرف سے مگر جو بُرائی پہنچتی
ہے وہ (بنظر ادب) شامت اعمال نفس کی طرف منسوب کی جاتی ہے
تاکہ وہ گناہ کا کفارہ و سزا ہو جیسا کہ ارشاد ہوا ہے "جو تمہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت
ایدیکم ویعفو عن کثیر وھذا
علی المعنی الاول الذی ھو
المعقول واما علی المعنی الثانی
فالطاعۃ تنسب الی اللہ تعالی لانھا
محض خیر والسیئۃ لاتنسب الی
اللہ تعالی تادبا لکونھا فی صورۃ
شر والکل من عند اللہ خلقا فخلق
الطاعۃ فضل وخلق المعصیۃ عدل
لایسئل عما یفعل وھم یسئلون + ۲۲
خلق اللہ تعالی الخلق ای المخلوقین
سلیما من الکفر والایمان ای سالما
من آثار الکفر والایمان بان
جعلھم قابلین لان یقع منھم العصیان
والاحسان کما قال اللہ تعالی ھو الذی خلقکم
فمنکم کافر ومنکم مؤمن ای فی عالم الظہور
والبیان ثم خاطبھم ای فی وقت
التکلیف بالعبادۃ علی لسان ارباب
الرسالۃ واصحاب السعادۃ وامرھم
ای بالایمان والطاعۃ ونھاھم ای
عن الکفر والمعصیۃ فکفر من کفر بفعلہ ای باختیارہ

سختی پہونچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی
ہے اور خدا تعالیٰ بہت سے گناہوں کو معاف
بھی کر دیتا ہے (یعنی اسکے بدلے مصیبت نہیں پہنچاتا)
یہ جواب بھلائی برائی کے پہلے معنی مراد ہونیکی صورت
میں ہے جو اس مقام میں لائق اعتماد ہیں دوسرے معنے
(طاعت و نعمت) کے مراد ہونیکی صورت میں یہ جواب
ہے کہ طاعت کو خدا تعالیٰ کی طرف اسلیے منسوب کیا گیا ہے
کہ وہ خیر محض ہے اور برائی کو بپاس ادب خدا کی طرف منسوب
نہیں کیا کیونکہ اسکی صورت بری ہے اور حقیقت میں سبھی خدا
کی طرف سے مخلوق ہیں۔ طاعت کو پیدا کرنا خدا کا
فضل ہے اور معصیت کو پیدا کرنا اسکا عدل ہے۔ اس سے کوئی
یہ سوال نہیں کر سکتا کہ ایسا کیوں کیا۔ اور وہ سبھی لوگوں
سے سوال کر سکتا ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔
خدا تعالیٰ نے بندوں کو آثار کفر و ایمان سے بے نشان
پیدا کیا چنانچہ فرمایا ہے وہ وہی ہے جسنے تمکو پیدا
کیا پھر کوئی تم میں سے مومن ہے کوئی کافر
پھر خدائے تعالیٰ نے رسولوں کی
زبان پر مخاطب کیا اور ایمان اور اطاعت
کا حکم دیا۔ اور کفر و گناہ سے منع کیا۔
پھر جو کافر ہوا وہ اپنے اختیار و انکار سے
ہوا۔ اسکو خدائے تعالیٰ کیطرف سے ایمان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ای مع جهله و اصرار ه وجحوده
ای مع عناده واستکبار ه خذلان
الله تعالٰی ای بترك نصرته سبحانه
ایاه وعدم توفیقه الی رضاه وهو
مقتضی عدله کما قال الله سبحانه
و تعالٰی ان الله لا یظلم الناس شیئا
ولکن الناس انفسهم یظلمون وامن
من امن بفعله ای بانقیاده واذعانه
اقراره ای بلسانه وتصدیقه ای
بجنانه على وفق امره الله ومراده
بتوفیق الله تعالٰی ونصرته له ای
فیما قدره وقضاه بمقتضی فضله
کما قال الله تعالٰی ان الله لذو فضل
على الناس ولکن اکثر الناس
لا یشکرون وهذا لا ینافی
کونهما کافرا ومومنا فی علم الله
تعالٰی بحدیث خلقت هؤلاء
للجنة ولا ابالی وخلقت هؤلاء
للنار ولا ابالی وحدیث فرغ ربکم
من العباد فریق فی الجنة وفریق
فی السعیر فان الحدیث الجامع المانع

ایمان لانے کی توفیق نہ ملی اور یہ خدا کے عدل کا مقتضی ہے۔ چنانچہ خدائے تعالٰی نے فرمایا ہے۔ خدائے تعالٰی لوگوں پر ظلم نہیں کرتا وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

اور جو مومن ہوا وہ اپنے ظاہری اختیار و زبانی اقرار اور دلی یقین کے ساتھ ہوا۔ اسکی توفیق خدا رفیق و مددگار ہوئی اور یہ اُسکے فضل کا مقتضے ہے۔ چنانچہ خدائے تعالٰی نے فرمایا۔ اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ پر لوگ اُسکی قدر نہیں کرتے۔

یہ امر بندوں کا باختیار خود کافر و مومن ہونا اس کے مخالف نہیں کہ وہ خدا کے علم میں مومن و کافر تھے جیسا ذکر اس حدیث قدسی میں آیا ہے کہ ان لوگوں (بہشتیوں) کو میں نے بہشت کے لیے بنایا اور ان لوگوں (دوزخیوں) کو میں نے دوزخ کے لیے بنایا ہے اور اس حدیث میں کہ تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ہے ایک فریق بہشت میں ایک دوزخ میں۔ کیونکہ ان دونوں امور کو وہ حدیث جمع و موافق

© rasailojaraid.com

قوله اعملوا فكل ميسر لما خلق له

ولم يجبر احدا من خلقه على الكفر

وعلى الايمان والمعنى ان

الله تعالى لا يخلق الطاعة والمعصية

في قلب العبد بطريق الجبر والغلبة

بل يخلقهما في قلبه مقرونا باختيار

العبد وكسبه × × × وجميع

افعال العباد من الحركة والسكون

اي على اي وجه يكون من الكفر

والايمان والطاعة والعصيان

كسبهم اي على الحقيقة لا على

طريق المجاز في النسبة ولا على

سبيل الاكراه والغلبة بل

اختيارهم في فعلهم بحسب اختلاف

هواهم وميل انفسهم فلها ما كسبت

وعليها ما اكتسبت لا كما زعمت المعتزلة

ان العبد خالق لافعاله الاختيارية من الضرب

والشتم وغير ذلك ولا كما زعمت الجبرية

القائلون بنفي الكسب والاختيار بالكلية

والحاصل ان الفرق بين الكسب والخلق هو

ان الكسب امر لا يستقل به الكاسب والخلق

کرتی ہے جسمیں یہ ارشاد ہے کہ تم کام میں

لگے رہو - ہر کسی کو اسی کام کی توفیق ملتی ہے

جسکے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے × × × اور

خدا تعالے نے کسی کو کفر یا ایمان پر مجبور نہیں

کیا کہ اس دل میں طاعت یا معصیت کو اسکے

اختیار کے بغیر پیدا کر دیا ہو - بلکہ ان دونوں کو

بندے کے کسب و اختیار سے ملا کر پیدا کیا

× × بندوں کے فعل حقیقۃً انکے کسب و کمائی

میں نہ یہ کہ بطور مجاز اونکے افعال کہلاتے

ہوں - یا جبراً اونھیں پیدا کیے گئے ہوں بلکہ

بندوں کا اپنے افعال میں اختیار انکے مختلف

خواہشوں اور میلان نفس کے موافق ہوتا

ہے - لہذا جو وہ کرتے ہیں اوسکا بدلہ پائینگے

(نیک ہو خواہ بد) ایسا نہیں ہے جو معتزلہ

کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے

اور نہ ایسا ہے جو جبریہ کہتے ہیں کہ انسان

بالکل بے اختیار ہے - اسکے کسب کا بھی

اسکے افعال میں دخل نہیں ہے -

کسب اور خلق میں یہ فرق ہے کہ کسب

ایسی چیز نہیں ہے کہ بندہ اپنے آپ کر سکے

اسمیں تاثیر غیر کا محتاج نہو - اور خلق ایسی صفت ہے

من يستقل به الخالق وقيل ما وقع بآلة فهو كسب وما وقع لا بآلة فهو خلق ثم ما اوجده سبحانه من غير اقتران قدرة الله تعالى بقدرة العبد وارادته يكون صفة له ولا يكون فعلا له كحركة المرتعش وما اوجده مقارنا لايجاد قدرته واختياره فهو صفة يكون صفة وفعلا وكسبا للعبد كالحركات الاختيارية ثم المتولدات كالالم في المضروب والانكسار في الزجاج بخلق الله وعند المعتزلة بخلق العبد والله تعالى خالقها اي موجد افعال العباد وفق ما اراد لقوله تعالى الله خالق كل شيء اي ممكن بدلالة العقل وفعل العبد شيء ولقوله تعالى افمن يخلق كمن لا يخلق اي الذي يصدر منه حقيقة الخلق ليس كمن لا يصدر منه ذلك في شيء وهذا في مقام التمدح بالخالقية وكونها سببا

کہ وہ بالاستقلال خالق میں پائی جاتی ہے - بعض لوگوں نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ کسب باسباب و آلات ہوتا ہے - اور خلق بلا آلات - پھر بندہ کا وہ فعل جسمیں قدرت خدا کے ساتھ بندہ کی قدرت و ارادہ کا دخل نہو - بندے کی صفت تو ہے مگر اوسکا فعل نہیں کہلاتا (جیسے رعشہ والے کی حرکت) اور جس فعل میں قدرت خدا کے ساتھ قدرت و ارادہ بندہ کا بھی دخل ہو وہ اُسکا فعل و کسب کہلاتا ہے - (جیسے بندہ کے حرکات اختیاریہ ہیں) پھر جو آثار اون افعال سے پیدا ہوتے ہیں - جیسے مارنے سے درد ہونا یا توڑنے سے ٹوٹ جانا وہ بھی اہل سنت کے نزدیک خدا تعالےٰ کے مخلوق ہیں اور معتزلہ کے اعتقاد میں بندے کے مخلوق - اہل سنت کے اعتقاد میں اللہ تعالےٰ بندوں کے سب ہی افعال کا خالق ہے - چنانچہ ارشاد ہوا ہے کہ "وہ سب چیز کا خالق ہے" یعنی ممکن چیزوں کا (جنہیں بندے کے افعال بھی داخل ہے - اور فرمایا گیا "جو پیدا کرتا ہے وہ ویسا ہے جو پیدا نہیں کرتا" یہ پیدا کرنیکا ذکر

لاستحقاق العبادة ولقوله تعالیٰ والله
خلقکم وما تعملون ای وعملکم او معمولکم
وبه احتج ابو حنیفةؒ علی عمرو بن
عبید وفی حدیث رواه الحاکم وصححه
البیهقی من حدیث حذیفة مرفوعًا
ان الله صانع کل صانع وصنعته ولذا
وتجزم سبحانه بقوله تعالیٰ اتعبدون
ما تنحتون ای ما تعملون من الاصنام
وبقوله افمن یخلق کمن لا یخلق ولان
العبد لو کان خالقا لافعاله لکان عالما
بتفاصیلها کما یشیر الیه سبحانه بقوله

مقام تو حید میں ہوا ہے اور اس غرض سے
کہ وہی پیدا کرنا استحقاق عبادت کا سبب ہے
اور ارشاد ہوا ہے "خدا تعالیٰ نے تمکو اور
تمہارے عملوں کو پیدا کیا" اس آیت کو
امام ابو حنیفہؒ نے عمرو بن عبید* کے مقابلہ میں
بغرض استدلال پیش کیا تھا۔ حذیفہ کی حدیث
میں آیا ہے جسکو بیہقی نے صحیح کہا ہے کہ
آنحضرتؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ ہر صانع
(کاریگر) اور اُسکی صنعت کا خالق ہے
یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بُت پرستوں کو
یہہ کہکر ملامت کی ہے کیا تم ایسی چیز کو

*عمرو بن عبید فرقہ معتزلہ سے تھا جنکا اعتقاد ہے کہ بندہ اپنے فعل کا خالق آپ ہی ہے) اسکا یہ عجیب و لطیف حکایت شرح عقائد نسفی میں

حکی عن عمرو بن عبید انه قال
ما الزمنی احد مثل ما الزمنی
مجوسی کان معی فی السفینة
فقلت له لم لا تسلم فقال لان
الله تعالیٰ لم یرد اسلامی فاذا
اراد اسلامی اسلمت فقلت
للمجوسی ان الله یرید اسلامك
ولکن الشیاطین لا یترکونك
فقال المجوسی فانا اکون مع الشریك
الاغلب فی الهامش انه قال الجعت عن
مذهبی بعد الزام المجوسی (شرح عقائد نسفی)

منقول ہے کہ اس نے کہا جیسا ایک مجوسی
نے جو میرے ساتھ ایک کشتی میں سوار تھا
(میرے اعتقاد کے سبب) مجھے الزام دیا
ایسا کسی نے نہیں دیا میں نے اسکو کہا
کہ تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا وہ بولا
اسلئے کہ خدا تعالیٰ میرا مسلمان ہونا نہیں
چاہتا میں نے کہا خدا تو چاہتا ہے مگر شیاطین
نہیں چاہتے کہ تو مسلمان ہو اور وہ تجھے
مسلمان ہونے نہیں دیتے۔ وہ بولا پھر تو
میں اسکے ساتھ (یعنی تابع) رہونگا جو
دونوں میں سے اپنے ارادہ کو پورا کرنے

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

الا یعلم من خلق وقول علی کرم الله وجهه عرفت الله بفسخ العزائم۔

قال الامام الاعظم فی کتاب الوصیة نقر بان العبد مع جمیع اعماله واقراره ومعرفته مخلوق فلما کان الفاعل مخلوقا فافعاله اولی ان یکون مخلوقة انتهی وبیانه علی وجه یظهر برهانه هو ان علة افتقار الاشیاء فی وجودها الی الخالق هی امکانه وکل ما یدخل فی الوجود جوهرا کان او عرضا فهو ممکن فی عالم الشهود فاذا کان العبد القائم بذاته لامکانه یستفید الوجود فی شانه من الخالق عز شانه فافعاله القائمة به اولی ان یستفید الوجود من خالقه وهذا معنی قوله تعالی والله الغنی

پوچھتے ہو جسکو خود تراشتے (بناتے) ہو"۔ افعال عباد کے مخلوق خدا ہونے پر یہ بھی دلیل ہے کہ اگر بندہ ان افعال کا خالق ہوتا تو ان کا تفصیلی علم رکھتا جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ "کیا جو پیدا کرتا ہے وہ اپنی مخلوق کا علم نہیں رکھتا"۔ حضرت علی مرتضٰی رض نے فرمایا ہے میں نے اپنے رب کو اسی سے پہچانا ہے کہ میں عزم کر کے اسکو فسخ کر ڈالتا ہوں (یعنی اسلئے کہ اسکا انجام پہلے سے نہیں جانتا میں خود خالق یا رب ہوتا تو پہلے سے ہر فعل کا انجام جان جاتا۔ اور کسی عزم کو فسخ نکرتا۔ امام اعظم نے کتاب وصیت میں فرمایا ہے ہم مقر ہیں کہ بندہ اپنے سب ہی افعال اور اقرار معرفت سمیت مخلوق ہے پھر جبکہ فاعل خود مخلوق خدا ہے تو اسکے افعال کیونکر مخلوق خدا نہوں اسکا بیان جس سے دلیل عیاں ہوں یہ ہے کہ مخلوقات کا محتاج خالق ہونا اسی

(فوائد) یہی عمر سے آپ کا بعد حاشیہ میں لکھا ہے کہ عمرو نے کہا اس الزام کے بعد میں نے اپنے اس اعتقاد سے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اور گناہ کا ارادہ خداوندی کے مطابق نہیں ہے تو رجوع کر لیا

© rasailojaraid.com

ای بذاته وصفاته عن
جمیع مصنوعاته وانتم
الفقراء ای المحتاجون بذواتکم
وصفاتکم واعمالکم و
احوالکم الی اللّٰہ ای الی ایجاده
فی الابتداء و امداده
فی الاثناء قبل الانتهاء ***
وحکی ان القاضی عبد الجبار
الهمدانی احد شیوخ المعتزلہ
دخل علی الصاحب بن عباد
وعنده الاستاذ ابو اسحق
الاسفرائنی احد ائمة اهل
السنة فلما رای الاستاذ
قال سبحان من تنزه عن
الفحشاء فقال الاستاذ فورًا
سبحان من لا یقع فی ملکه
الا ما یشاء فقال القاضی
ایشاء ربنا ان یعصی قال
الاستاذ ایعصی ربنا قهرا
فقال القاضی ارایت ان
منعنی الهدی وقضی علی بالردی

وجہ سے ہے کہ وہ ممکن الوجود ہیں (جنکا ہونا
نہونا مساوی ہے) اور یہہ ممکن الوجود ہونا
ہر ایک مخلوق میں (ذات موجودات ہو یا
انکی صفات) پایا جاتا ہے اور جبکہ ممکن
الوجود ہونے کی سبب مخلوقات کی ذات
فیضان وجود میں خالق کی محتاج ہے
تو اُنکے افعال (جو صفات ہیں) اُنسے
بڑھکر فیضان وجود میں محتاج خالق ہونگے
یہی اس قول خداوندی کے معنے ہیں جسمیں
ارشاد ہوا ہے "اللہ غنی ہے یعنی اپنی
ذات و صفات میں اور تم سب فقیر ہو"
یعنی اپنی ذاتوں اور صفات اور اعمال و
حالات میں شروع پیدایش سے وقت فنا
تک خدا کے محتاج ہو"
قاضی عبد الجبار (جو معتزلہ کے مشائخ
میں سے تھا) صاحب بن عباد کے پاس
ایسے وقت میں آیا کہ اونکے پاس استاذ
ابو اسحق اسفرائنی جو کہ ائمہ اہلسنت
بیٹھے تھے اوستاد کو دیکھکر قاضی نے کہا
خدا کے لئے پاکی ہے جو بے حیائی سے
منزہ ہے یعنے گناہ کا خالق نہیں ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الحسن الی ام اساء فقال الاستاذ
ان منعك ما هو لك فقد
اساء وان منعك ما هو له
فيختص برحمته من يشاء ***
والمعاصي كلها ای صغيرها
وكبيرها بعلمه وقضائه
وتقديره ومشيته اذ لو لم
يردها لما وقعت لا بمحبته
ای لقوله تعالی فان الله لا يحب
الكفرين والله لا يحب
الظلمين ولا برضائه ای لقوله
تعالی ولا يرضى لعباده الكفر
ولان الكفر يوجب المقت
الذی هو اشد الغضب وهو
ينافي رضى الرب المتعلق بالايمان
وحسن الادب ولا بامره ای
لقوله تعالی ان الله لا يامر بالفحشاء
وقوله تعالی ان الله يامر بالعدل
والاحسان وايتاء ذی القربى و
ينهى عن الفحشاء والمنكر والبغی
وهذا القول هو المعروف عن

استاد نے اسکے جواب مین فرمایا خدا تعالی
پاک ہے جسکے ملک مین ایسی کوئی چیز نہین
ہونے پاتی جو اس نے نہ چاہی ہو قاضی
بولا کیا خدا چاہتا ہے کہ ہم گناہ کرین-
استاد نے جواب مین فرمایا کہ کیا اسکا
گناہ اسکے ارادہ کے برخلاف زبردستی
سے ہوتا ہے- قاضی بولا بتاؤ اگر خدا نے
ہدایت سے مجھے روکا اور میرا گمراہ ہونا
ٹھہرا دیا تو اچھا کیا یا برا- استاد نے جواب
مین فرمایا کہ اس صورت مین اگر خدا نے
تجھے ایسی چیز سے روکا جو تیرا حق تھا تو
برا کیا- اور اگر ایسی چیز سے روکا ہے
جسکا وہ مالک مختار تھا تو وہ جسے چاہے
اپنی رحمت سے مخصوص کرسکتا ہے
× × × سب ہی گناہ چھوٹے ہوں
خواہ بڑے خدا کے علم و قضا و تقدیر و
ارادہ سے واقع ہوتے ہین وہ نہ چاہتا
تو وقوع مین نہ آتے (ہان) گناہ اسکو
پیارے نہین ہین کیونکہ وہ کفر و ظلم کو دوست
نہین رکھتا- اور نہ اسکے رضا سے واقع
ہوتے ہین کیونکہ وہ کفر سے خوش نہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

السلف وقد خالفت المعتزله
فی ھذین الاصلین فانکروا
ارادة الله للشر مستدلین
علی زعمھم بقوله تعالی وما الله یرید
ظلما للعباد وقوله تعالی ولا یرضی
لعباده الکفر وقوله تعالی
ان الله لا یامر بالفحشاء وقوله
تعالی والله لا یحب الفساد وھذا
منھم بناء علی تلازم الارادة
والمحبة والرضی والامر عندھم
وقالوا انه سبحانه اراد من
الکافر الایمان لا الکفر
ومن العاصی الطاعة لا المعصیة
زعما منھم ان ارادة القبیح قبیحة
فعندھم یکون اکثر ما یقع من
افعال العباد علی خلاف
ارادة الله سبحانه وقد دلت
الآیات الواضحات علی خلاف
قولھم کقوله تعالی فمن یرد الله
ان یھدیه یشرح صدره للاسلام
ومن یرد ان یضله یجعل صدره

ہے بلکہ کفر اسکے غضب و ناراضگی
کا موجب ہے اور رضامندی
کے مخالف اور نہ وہ خدا کے حکم سے
واقع ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالے
بیحیائی کا حکم نہیں دیتا۔ وہ عدل اور
نیکی کرنے اور قرابتیوں سے سلوک
کرنیکا حکم دیتا ہے اور بیحیائی اور سرکشی
سے روکتا ہے۔ سلف صالحین سے یہی
قول و اعتقاد مروی و معروف ہے
فرقہ معتزلہ نے ان اصول کا خلاف کیا
اور اس سے انکار کیا کہ برائی خدا
کے ارادہ سے ہوتی ہے اس خیال
پر وہ ان اقوال خداوندی سے استدلال
کرتے ہیں کہ "خدا تعالے بندوں کے
حق میں ظلم کا ارادہ نہیں کرتا" اور
"وہ کفر سے خوش نہیں ہے" اور "وہ
بیحیائی کا حکم نہیں دیتا" اور "وہ فساد
کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا"
وہ خیال کرتے ہیں کہ ارادہ کو محبت
و رضا اور حکم دینا لازمی امر ہے یعنی
جس چیز کا کوئی ارادہ کرتا ہے اسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضیقا حرجا وقوله تعالیٰ ان
لو یشاء الله لهدی الناس
جمیعا وقوله تعالیٰ ولو شئنا
لاتینا کل نفس هدیها وقوله
تعالیٰ وما تشاؤن الا ان
یشاء الله رب العالمین وروی
البیهقی بسنده ان النبی
صلی الله علیه وسلم قال
لابی بکر رضی لو اراد الله ان
لا یعصی ما خلق × × ×
ثم اعلم ان تحقیق المرام ما
ذکره ابن الهمام فی هذا
المقام حیث قال فان قیل
لا شك انه تعالیٰ خلق للعبد
قدرة علی الافعال ولذا یدرك
تفرقة بین الحرکة المقدورة
وهی الاختیاریة وبین الرعدة
الضروریة والقدرة لیس
خاصیتها الا التاثیر ای ایجاد
المقدور فان القدرة
صفة تؤثر علی وفق الارادة

دوست رکھتا ہے اور اس سے خوش
ہوتا ہے اور اسکے عاملین الاینکا حکم دیتا ہے
وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کافر کے
ایمان لانے اور فاسق کے گناہ نکرنیکا ارادہ
کرتا ہے کیونکہ گناہ واقع ہونیکا ارادہ
ایسا برا ہے جیسا گناہ کرنیکا انکے خیال
میں بندوں کے اکثر افعال و گناہ ارادہ
خداوندی کے مخالف واقع ہوتے ہیں
لیکن آیات واضحہ انکے خیال و مقال
کے خلاف پڑتا ہے بہین جیسے یہہ قول
خداوندی ہے کہ جسکو خدا ہدایت کرنا
چاہتا ہے اسکا سینہ اسلام کے لئے فراخ کر دیتا
ہے اور جسے گمراہ کرنا چاہتا ہے اسکا
سینہ نہایت تنگ کر دیتا ہے" اور یہہ
قول کہ "خدا تعالےٰ چاہتا تو سبھی لوگوں کو
راہ راست پر لے آتا" اور یہہ قول کہ
"تم نہیں چاہتے جب تک خدا نے نہ چاہا
ہو" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے چنانچہ بیہقی نے نقل کیا کہ خدا
تعالےٰ گناہ واقع نہونیکا ارادہ کرتا تو
مخلوق کو پیدا ہی نکرتا × × × × ×

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ونیستحیل اجتماع موثرین مستقلین علی اثر واحد فوجب تخصیص عمومات النصوص السابقة بما سوی افعال العباد الاختیاریة فیکونون مستقلین بایجاد افعالهم الاختیاریة بقدرتهم الحادثة بخلق اللہ تعالے کما ھو رای المعتزلة والا کان جبرا محضا فیبطل الامر والنھی فالجواب ان الحرکة مثلاً کما انھا وصف للعباد و مخلوق الرب لھا نسبة الی قدرة العبد فسمیت تلک الحرکة باعتبار

اس باب میں تحقیق یہ ہے جو شیخ ابن ہمام نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے بیشک خدا تعالے نے بندوں کو افعال کی قدرت عطا فرمائی ہے چنانچہ حرکت اختیاری و حرکت غیر اختیاری رعشہ وغیرہ کے باہمی تفاوت سے صاف معلوم ہوتا ہے اور قدرت کی یہی خاصیت ہے کہ اس چیز کا جسپر قدرت ہو وجود پیدا ہو۔ کیونکہ قدرت ایک ایسی صفت ہے جس سے ارادہ قادر کے مطابق اثر ظاہر ہوتا ہے اور جب کہ مقدور (وہ چیز جسپر قدرت ہو) کا وجود قدرت بندہ کا اثر ہوا تو پھر مقدور کا خالق بندہ ٹھہرا نہ خدا۔ کیونکہ ایک اثر پر دو مستقل موثروں (بندہ اور خدا تعالے) کی تاثیر کا اجتماع محال ہے۔ لہذا واجب ہوا کہ نصوص سابق الذکر کو (جنمیں بیان ہے کہ خدا ہر چیز کا خالق ہے) افعال اختیاری بندوں کے علاوہ چیزوں سے مخصوص کیا جاوے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں۔ اور اگر ان افعال کو قدرت خدا کا اثر ٹھہرایا جاوے تو بندوں کا مجبور ہونا لازم آتا ہے اور اس سے سلسلہ امر و نہی باطل ہوتا ہے تو اس (اعتراض) کا جواب یہ ہے کہ مثلاً انسان کی حرکت اختیاری جیسی بندہ کی صفت ہے ویسی ہی خدا کی مخلوق ہے اسکو بندہ کے ساتھ ایک ایسا تعلق ہے جسکی نظر سے وہ بندہ کا کسب (کمائی) کہلاتی ہے۔ اور چونکہ اس حرکت کو بندہ کی قدرت سے یہ تعلق ہے اور وہ اسکے اختیار میں داخل ہے لہذا اس حرکت کو مخلوق خدا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تلك النسبة كسبا بمعنى انها مكسوبة للعبد ولم يلزم الجبر المحض اذا كانت متعلق قدرة العبد داخلة فى اختياره وهذ التعلق هو المسمى عندنا بالكسب انتهى واما ما سبق من استحالة اجتماع موثرين على اثر واحد فالجواب عنه ان دخول مقدور تحت قدرتين احدهما قدرة الاختراع والاخرى قدرة الاكتساب جائز وانما المحال اجتماع موثرين مستقلين على اثر واحد (ملخص شرح فقه اکبر از صفحہ تا ۱۳۳)

کہنے سے جبر لازم نہیں آتا جبکہ اسکو قدرت بندہ کا متعلق اور اسکی اختیار مین داخل مانا جاتا ہے۔

اس کلام مین جو ایک اثر پر دو موثرون کی تاثیر کے محال ہونے کا ذکر ہوا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ایک چیز پر دو موثرون کی تاثیر اس صورت مین محال ہے کہ دونو مستقل ہون اور مساوی تاثیر کرین اور محل نزاع مین ایسا نہین ہے بندہ کے اختیاری افعال مین ایسی دو قدرتون کی تاثیر تسلیم کیجاتی ہے جن مین ایک قدرت (قدرت خدا) کی تاثیر خلق و ایجاد ہے دوسری قدرت (قدرت بندہ) کی تاثیر کسب یا قصد ہے۔ فقہ اکبر اور اسکی شرح الشیخ الازہر کی عبارت تمام ہوئی اسمین جو کچھ کہا گیا ہے وہ اکثر کتب کلامیہ شرح عقائد وغیرہ مین مرقوم ہے۔ شرح عقائد مین آخری اعتراض کے تقریر اور اسکے جواب مین کہا ہے اگر کوئی اعتراض کرے کہ بندہ کے فعل مختار ہونے کے

فان قيل لا معنى لكون العبد فاعلا بالاختيار الا كونه موجدا لافعاله بالقصد والارادة وقد

یہی معنی ہین کہ وہ اپنے قصد و ارادہ سے موجد افعال ہو اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ افعال عباد کا خالق مستقل

© rasailojaraid.com

سبق ان الله تعالى مستقل
بخلق الافعال وايجادها ومعلوم
ان المقدور الواحد لا يدخل تحت
قدرتين مستقلتين قلنا الكلام
في توضيح هذا الكلام وتنقيحه
الا انه لما ثبت بالبرهان
ان الخالق هو الله تعالى وبالضرورة
ان لقدرة العبد وارادته مدخلا
في بعض الافعال كحركة البطش
دون البعض كحركة الارتعاش
احتجنا في التقصي عن هذا المضيق
الى القول بان الله تعالى خالق
والعبد كاسب وتحقيقه ان صرف
العبد قدرته وارادته الى الفعل
كسب وايجاد الله تعالى الفعل
عقيب ذلك خلق والمقدور
الواحد داخل تحت قدرتين
لكن بجهتين مختلفتين فالفعل
مقدور الله تعالى بجهة الايجاد
ومقدور العبد بجهة الكسب
وهذا القدر من المعنى ضروري ۵۰

خدا تعالیٰ ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ
ایک چیز (یعنے افعال عباد) سے دو
مستقل قدرتوں (خدا کی قدرت اور بندہ
کی قدرت) کے ماتحت داخل نہیں ہو سکتی
تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بات تو بدلیل
ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق
ہے اور یہ بھی بداہتہً ثابت ہے کہ بندہ کی
قدرت و ارادہ کا بھی بعض افعال میں جیسے
پکڑنے کی حرکت میں دخل ہے گو بعض افعال میں جیسے
رعشہ کی حرکت ہے اسکا دخل نہیں ہے
لہذا ہمکو یہ کہنا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ خالق
ہے اور بندہ کاسب۔ اسکی تحقیق و تفصیل یہ
ہے کہ بندہ کا اپنی (خداداد) قدرت و ارادہ کو
کسی فعل کی طرف متوجہ کرنا اسکا کسب ہے
اور اسکے بعد جو خدا تعالیٰ اس فعل کو وجود عطا
فرماتا ہے وہ خداوندی خلق ہے اس صورت
میں ایک چیز (بندہ کا فعل) دو قدرتوں کے
ماتحت داخل تو ہوئی مگر دو مختلف جہتوں
سے وہ قدرت خدا کا تو اسوجہ سے اثر ہے کہ وہ
خدا کی ایجاد ہے اور قدرت بندہ کا اسوجہ
سے اثر ہے کہ وہ اسکا کسب ہے۔ اسقدر بحکم ضرورت

© rasailojaraid.com

وان لم نقدر على ازيد من
ذلك في تلخيص العبارة المفصحة
عن تحقيق كون فعل العبد بخلق
الله تعالى وايجاده مع ما للعبد
فيه من القدرة والاختيار
ولهم في الفرق بينهما عبارات
مثل ان الكسب واقع بآلة والخلق
لا بآلة والكسب مقدور وقع في
محل قدرته والخلق لا في محل قدرته
والكسب لا يصح انفراد القادر به و
الخلق يصح فان قيل قد اثبتم
ما نسبتم الى المعتزلة
من اثبات الشركة قلنا
الشركة ان يجتمع اثنان
على شيء وينفرد كل منهما
بما هو له دون الآخر
كشركاء القرية والمحلة
وكما اذا جعل العبد
خالقا لافعاله والصانع
خالقا لسائر الاعراض
والاجسام بخلاف

کہا اور مانا جاتا ہے۔ گو اس سے زیادہ
کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ ہمارے علما خلق
اور کسب میں اور بیانات سے بھی فرق
کرتے ہیں۔ مثلاً کسب وہ ہے جو کسی
آلہ (ہاتھ وغیرہ) سے ہو۔ خلق وہ ہے
جو بلا آلات ہو۔ یا کسب وہ ہے جو محل قدرت
میں (یعنے قادر کاسب کی ذات میں)
واقع ہو۔ خلق وہ ہے جو غیر محل (یعنے
مقدورات و مخلوقات) میں واقع ہو۔
کوئی اگر یہ شبہ کرے کہ جس شرکت کو
تم نے معتزلہ کی طرف منسوب کیا تھا خود اسکا اثبات
کیا (جبکہ بندہ کو بھی قادر و مختار بنایا) تو اسکا جواب یہ ہے
کہ شرکت یہ ہے کہ دو شخص ایک چیز میں شریک ہوں
اور ہر ایک اپنے اپنے ملک سے تنہا خصوصیت بھی رکھے
جیسے ایک بستی یا محلہ کے بالاشتراک مالک جو بعض حصہ
زمین میں شریک ہوتے ہیں اور بعض کے تنہا مالک۔ یا
جیسے معتزلہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے فعلوں کا خالق ہے
اور خدا تعالے باقی اعراض (اوصاف اجسام) کا۔
اور اگر کسی چیز کو دو مختلف شخصوں کی طرف مختلف
وجوہات سے منسوب کریں تو یہ شرکت نہیں کہلاتی
جیسے زمین کو خدا کی طرف اسکے مخلوق ہونے کی

© rasailojaraid.com

ماذا اضیف امر الی شیئین بجہتین مختلفتین کالارض تکون ملکا للہ تعالی بجہۃ التخلیق وللعباد بجہۃ ثبوت التصرف فکفعل العبد ینسب الی اللہ تعالی بجہۃ الخلق والی العبد بجہۃ الکسب (شرح عقائد نسفی ص ۶۳-۶۴)

نظر سے منسوب کیا جاتا ہے اور بندہ کی طرف اس نظر سے کہ وہ اسکے تصرف میں ہے (ایسا ہی) بندہ کا فعل خدا کی طرف تخلیق خدا ہونے کی نظر سے منسوب ہے۔ بندہ کی طرف اسکے کسب کی نظر سے منسوب ہے۔

کتاب مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت تالیف بحر العلوم میں مذہب جبریہ معتزلہ و اشاعرہ مسئلہ جبر و اختیار کے متعلق بیان کرکے کہا ہے کہ ماتریدیہ حنفیہ

عند الجہمیۃ الذین ہم الجبریۃ لا قدرۃ فی العبد اصلا بل ہو کالجماد وہذا سفسطۃ وعند المعتزلۃ لہ قدرۃ موثرۃ فی افعالہ ہم مجوس ہذہ الامۃ وما فعلوا ان الامکان لیس من شانہ افاضۃ الوجود وعند اہل الحق لہ قدرۃ کاسبۃ لکن عند الاشاعرۃ لیس معنی ذلک الا وجود قدرۃ متوہمۃ مع الفعل بلا مدخل لہا اصلا وانہ لا یکفی فی التکلیف والحق انہ کفو للجبر وعند الحنفیۃ الکسب صرف القدرۃ المخلوقۃ الی القصد المصمم الی الفعل فیہا

کے نزدیک بندہ کا کسب یہ ہے کہ وہ خداداد قدرت کو فعل کے قصد و ارادہ کرنے میں صرف کرے پس اس قدرت سے یہ قصد پیدا ہوتا ہے اور اس قصد کے بعد خدا تعالیٰ اس فعل کو پیدا کرتا ہے۔ اس پر اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس تجویز سے یہ لازم آتا ہے کہ بندہ کی قدرت ہی ایجاد و خلق کی تاثیر رکھتی ہے تب ہی اس نے قصد کو پیدا کیا حالانکہ تم اس سے انکار کر چکے اور کہہ چکے ہو کہ ایجاد قدرت بندہ کا کام نہیں ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ قصد و نیت جسکو قدرت بندہ نے پیدا کیا ہے کوئی امر بذات خود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تاثیر فی الخلق المذکور و بخلق الله
سبحانه الفعل المقصود عند ذلک
فان قیل علی هذا یلزم ایجاد
قدرة الممکن وقد کنتم ابیتم
فقیل ذلک القصد من الاحوال
غیر موجود و لا معدوم وهی من
الامور الاعتباریة التی وجودها
بمناشیها فلیس افاضتها خلقا
فانه افاضة الوجود بالذات
کما للجواهر والاعراض بل هو
احداث ولیس الاحداث کالخلق
بل هو اهون ٭

موجود نہیں ہے کہ اسکا پیدا کرنا ایجاد
کہلاوے اور نہ محض معدوم ہے
کہ اسکو پیدا کرنیسے قدرت بندہ کی
محض بے اثر ٹہرے بلکہ وہ انسان کے
حالات وصفات سے ایک حالت ہے
جسکا وجود انسان کے وجود سے خیال
میں آتا اور وہ ایک خیالی وجود ہے
لہذا قدرت انسان سے اسکا پیدا
ہونا خلق و ایجاد نہیں کہلاتا کیونکہ
خلق و ایجاد یہہ ہے کہ کسی چیز کو مستقل
وجود (جیسا اجسام اور اسکی موجودہ صفات
میں پایا جاتا ہے) عطا کیا جائے۔
بلکہ یہہ احداث (نکالنا و ظاہر کرنا) کہلاتا ہے جو خلق و ایجاد سے آسان تر یا ہلکا
امر ہے۔

فانه لاجل ان بہ تم صلوح المادة
لقبول الفعل فہو من جملة متممات
استعداد الممکن الذی هو نحو
من الامکان علی ما حقق فلا باس
ان یحدث قدرة العبد هذا القصد

یہہ احداث اسلئے ہوتا ہے کہ اس سے
اصل فعل محل تاثیر فاعل تاثیر فاعل کو
کرنے کے لائق ہوجا[illegible] اور اس کی
قابلیت پوری ہو۔ لہذا قدرت بندہ سے
اسکا سرزد ہونا کچھہ مضائقہ نہیں رکھتا

٭ اسکی توضیح عبارت سیالکوٹی کے ذیل میں بضمن حاشیہ آئیگی (صفحہ [illegible]) انشاء اللہ تعالے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المصمم ولیس النصوص شاهدة
الا بان الخلق لله تعالی فقط وهی
افاضة الوجود فانه بصیر المتصف
به ذاتا مستقلة بخلاف الاعتباریات
الا تری ان العقلاء اتفقوا علی ان
الامکان غیر معلل وقیل بل هو
موجود فیجب تخصیص القصد المصمم
من عموم نصوص الخلق بالعقل لانه
ادنی ما یتحقق به فائدة خلق الله القدرة
اذ فائدته ان یؤثر فی شئ وادناه
ان یؤثر فی هذا القصد وفعل الله
تعالی الحکیم لا یخلو عن غایاتها الموعتمد

نصوص قرآنیہ سے صرف یہی ثابت
ہوتا ہے کہ خلق (جس سے مخلوق ایک مستقل
موجود ہو جاتا ہے) خدا کی طرف سے ہے نیز یہ
احداث بجز خدا کے سوا کسی مخلوق سے
نہیں ہوتا۔

بعض علما کہتے ہیں کہ وہ قصد مصمم موجود ہے
انکے نزدیک وہ آیات قرآنیہ جن میں خدا تعالیٰ
کو ہر چیز کا خالق قرار دیا گیا ہے بشہادت عقل
قصد و نیت کے سوا مخلوقات سے مخصوص
ہیں اور قصد ان آیات کے مضمون سے
خارج و مستثنیٰ ہے۔

ان کے نزدیک اسی بات کے
تسلیم سے بندہ میں قدرت پیدا کرنیکا فائدہ ظاہر ہوتا ہے کیونکہ فائدہ قدرت یہی ہے کہ اسکا
اثر ظاہر ہو اور اثر کم سے کم یہہ ہونا چاہئے کہ بندہ کی قدرت قصد کو موجود کرے۔ خدا
حکیم کا فعل اس فائدہ سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

فیها فلا بد ان یکون للقدرة نحو من
التأثیر ولانه ادنی ما یتجه به حسن
التکلیف فان التکلیف لغیر القادر
مما یحیله العقل وهذا ادنی طریق
کونه قادرا هذا الرأی کانه واسطة
بین الجبر والتفویض والحق هو

اسی تجویز و تسلیم سے ان کے نزدیک
انسان کا مکلف ہونا ... احکام ہونا عقلاً
اچھا ہو سکتا ہے۔ انسان کو ایجاد قصد پر
بھی قادر نہ مانا جائے تو اسکا مکلف ہونا
عقلاً محال نظر آتا ہے۔ یہ رائے گویا
مذہب جبر و اختیار کے مابین ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

التوسط بينهما كما روي عن الامام
الهمام جعفر الصادق رضي الله عنه
وعن آبائه الكرام قال المصنف وفيه
ما فيه ووجهه بان فائدة خلق
القدرة وانجاه حسن التكليف
يقتضيان ان يخصص جميع افعال
العباد وقد ابيتم عنه فتخصص
القصد المصمم تخصيص من غير
مخصص وهذا غير واف فان
مقصودهم قدس اسرارهم ان
فائدتي خلق القدرة وانجاه التكليف
يقتضيان ان يكون لهما نوع من

متوسط راستہ ہے اور یہی حق ہے
چنانچہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے مصنف نے متن میں کہا ہے اس
تجویز و تسلیم میں کچھ اعتراض ہے اور اسکی
وجہ حاشیہ میں یہہ بیان کی ہے کہ بندہ میں
قدرت پیدا کرنے کا فائدہ اور اسکے
مکلف و مامور باحکام ہونے کا عمدہ
ہونا اس امر کا مقتضی ہے کہ نہ صرف قصد کو
بلکہ سبھی افعال کو بندہ کا مخلوق و ایجاد
قرار دیا جائے اور ان آیات سے جنمیں
خداتعالے کو خالق الاشیاء کہا گیا جملہ
افعال عباد کو مستثنے ٹھرایا جاے۔

مگر مصنف کا یہہ کہنا صحیح نہیں ہے جن علما نے صرف قصد کو بندہ کے قدرت
کا اثر اور اسکا مخلوق قرار دیا ہے اُن کا مقصود یہہ ہے کہ بندہ میں قدرت کے پیدا
ہونے اور اسکے مکلف باحکام ہونیکی عقلاً عمدہ ہونیکا یہہ مقتضی ہے کہ بندے کے قدرت کا
کچھہ نہ کچھہ اثر ایجاد افعال اختیاریہ میں ہو صرف افعال کے وسیلہ (قصد) میں ہو خواہ

التأثير في الافعال الاختيارية اما
في وسيلتها فقط او فيهما والتاثير
في الوسيلة ادناها فخصصناها
واما تخصيص جميع الافعال الاختيارية
فلا يصح لانه حينئذ يبطل العام

افعال اور وسیلہ دونوں میں ہو لیکن
صرف قصد میں اسکا اثر ایجاد تسلیم کرنا
ایک ادنی بات ہے اسلئے ہمنے اثر
قدرت انسان کو صرف قصد سے مخصوص
کیا اور ان آیات سے جنمیں خدا کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بالكلية وهو غير جائز كما في قوله تعالى وما تشاؤن الا ان يشاء الله رب العلمين والله خلقكم وما تعلمون (مسلم الثبوت وشرح مسلم لبحر العلوم)-

خالق الاشیا قرار دیا گیا ہے اس قصد کو مستثنے ٹہرایا اور اگر جملہ افعال کو مخصوص و مستثنے کرین تو ان آیات کا مضمون جنمین ارشاد ہے کہ خدا تعالے تمہارا اور تمہارے عملون کا خالق ہے بالکل باطل و بیکار ہو جاتا ہے *

توضیح و تلویح مین بندہ کے قصد و ارادہ کا خدا تعالے کی تاثیر خلق اور بندہ کی تاثیر کسب (دونو) سے پیدا ہونا۔ اور انسان کا نہ محض مجبور اور نہ کلی مختار ہونا ایسے عقلی دلائل سے ثابت کیا ہے جنکو ہمارے اردو فارسی و انگریزی خوان ناظرین رسالہ مشکل سے سمجھین گے۔ ومعهذا ہم کوشش کرتے ہین کہ ان دلائل کا مطلب اردو مین اور آسان پیرایہ مین ادا کرین۔ تا ناظرین ہمارے تقریر کے جس حصہ کو نہ سمجھین اسمین علما وقت سے جو علم اصول و علم کلام سے آشنا ہون مدد لین۔

توضیح مین کہا ہے یہہ قصد و ارادہ خدا کا مخلوق اس معنی کرہ ہے کہ خدا تعالے نے بندہ مین ایسی قدرت پیدا کر دی ہے جسکو کسی کام کی کرنے اور نکرنے (دونو)

ثم القصد مخلوق الله تعالے بمعنی انه تعالی خلق قدرة يصرفها العبد الى كل منهما على سبيل البدل ثم صرفها الى واحد معين فعل العبد وهو القصد والاختيار فالقصد مخلوق الله تعالى بمعنى استناده لا على سبيل الوجوب الى موجده

مین وہ لگا سکتا ہے پھر جب وہ اس قدرت کو ایک جانب (کرنے یا نکرنے) کی طرف مصروف و متوجہ کرتا ہے تو یہہ اسکا فعل اور قصد و اختیار کہلاتا ہے لہذا اس قصد کے مخلوق خدا ہونے کے یہی معنی ہین کہ وہ خدا کے مخلوق [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

هي مخلوقة الله لا ان الله تعالى خلق هذا الصرف مقصودا لا ان هذا اثباتا في خلق القدرة فحصل الحالة المذكورة بمجموع خلق الله تعالى واختيار العبد (توضيح ص...)

نہ یہ معنی کہ خدا تعالے خصوصیت و التفات کے ساتھ کسی خاص امر کے کرنے کا ارادہ جبراً بندہ کے دل میں پیدا کر دیتا ہے ایسا ہو تو پھر بندہ قادر نہیں رہتا اور یہہ امر بندہ میں قدرت پیدا کرنے کے مخالف ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بندہ کا قصد و ارادہ خدا کی خلق اور بندہ کی قدرت و اختیار دونو کا اثر ہے۔

تلویح میں ہے کہ اس قول میں صاحب توضیح نے ایک سوال کا جواب ادا کیا ہے حاصل سوال کا یہہ ہے کہ بندہ کا کسی کام کے لئے ارادہ و قصد کرنا ایک اضطراری

قوله ثم القصد جواب سوال تقريره ان قصد العبد اضطراري لا اختياري لانه انما حصل بخلق الله تعالى من غير الاختيار للعبد والا لتسلسلت الاختيارات فاجاب بان القصد مخلوق الله تعالى بمعنى استناده لا على سبيل الوجوب الى المخلوقات الموجودة كالقدرة مثلا لكنه من الامور اللاموجودة واللامعدومة منزلا عنه وجود ما يتوقف عليه اذ لو كان القصد الذي هو صرف القدرة الى الفعل مخلوقا لله تعالى

امر ہے نہ اختیاری کیونکہ وہ محض خدا کے پیدا کرنے سے اختیار بندہ کے بغیر پیدا ہوتا ہے نہیں تو پھر ایک اختیار کے لئے ایک اور اختیار چاہئے اور یہہ سلسلہ کبھی ختم نہو۔

حاصل جواب یہہ ہے کہ اس قصد کے مخلوق خدا ہونے کے یہہ معنی ہیں کہ وہ خدا کے قدرتی اسباب (مثلاً انسانی قدرت) سے پیدا ہوتا ہے ولیکن چونکہ وہ قصد کوئی امر بذات خود موجود نہیں ہے اور نہ محض معدوم بلکہ وہ وجود انسان سے خیال میں آنیوالے حالات و صفات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قصد الکان الفاعل مضطرا الی الفعل
غیر متمکن من الترک وھذا انیافی خلق
القدرۃ التی من شانھا التمکن من الفعل و
الترک (تلویح ص ۱۶۲)

سے ہے اسلیے صرف اسباب کے موجود ہونے
سے اسکا موجود ہوجانا لازمی امر نہین تاکہ
انسان سے اسکا صدور ایک اضطراری
امر ہو۔ اور اس قصد کے مخلوق خدا ہونے
کے یہہ معنے نہین ہین کہ خداتعالے کسی کام
کو کرنے کا ارادہ خصوصیت و التفات کے ساتہہ بندہ کے دل مین پیدا کر دیتا ہے۔
یہہ ہو تو بندہ قادر نہین رہتا۔

اور کتاب تلویح مین ہے اہلسنت کے محققین مذہب جبریہ وقدریہ دونو کی
نفی اور ان کے بیچا بیچ مذہب حق کا اثبات کرتے ہین وہ مذہب یہہ ہے کہ بندہ کا فعل

والمحققون من اہل السنۃ علی نفی الجبر
والقدر واثبات امر بین الامرین وھو ان
الموثر فی فعل العبد مجموع خلق اللہ
تعالی واختیار العبد لا الاول فقط
لیکون جبرا ولا الثانی فقط لیکون
قدرا والمصنف اورد علی ذلک دلیلین
الاول حاصلہ انہ ثبت بالوجدان
ان للعبد قصدا واختیارا فی بعض
الافعال وان ذلک القصد والاختیار
لا یکفی فی وجود ذلک الفعل
اذ قد لا یقع مع تحقق جمیع اسبابہ
التی من العبد وقد یقع من غیر

خدا کی خلق اور بندہ کے اختیار دونو
کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے۔ نہ صرف
اول (خلق خداوندی) سے جس سے
جبر ثابت ہوتا ہے اور نہ صرف دوم (بندہ
کے اختیار) سے جس سے قدریہ کا
خیال ثابت ہوتا ہے۔ مصنف توضیح نے
مذہب حق کی تائید مین دو دلیلین بیان
کی ہین پہلی دلیل کا خلاصہ یہہ ہے کہ
یہہ امر وجدانی شہادت سے ثابت ہے
کہ بندہ کو قصد و اختیار کا اسکے بعض
افعال مین دخل ہے اور یہہ بھی ثابت
ہے کہ صرف اسکا قصد و اختیار وجود فعل کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحقق الاسباب التی من عنده فعلم انه حاصل بخلق الله تعالی ایاه عقیب ارادة العبد وقصده الجازم بطریق جری العادة بان الله یخلقه عقیب قصد العبد ولا یخلقه بدونه (تلویح ص ۱۸۵)

مثبت نہیں ہوتا اسلئے کہ بعض اوقات بندہ ایک کام کا قصد کرتا ہے اور اسکے اختیاری اسباب بھی موجود ہوتے ہیں پھر بھی فعل کا وقوع نہیں ہوتا اور بعض اوقات اسباب موجود نہیں ہوتے اور فعل وقوع میں آجاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ فعل بندہ کے ارادہ وقصد مصمم کے بعد خدا کی خلق سے پیدا ہوتا ہے بندہ بذاتِ خود اسکو پیدا نہیں کرتا۔

قوله برهان آخر هذا هو الدلیل الثانی وحاصله تعلم بالوجدان ان للعبد صنعا ما ای فعلا بالاختیار وصنعه یجب ان یکون فی امر لا موجود لا معدوم ولا فی امر موجود لان صنعه فیه اما ان یکون بلا واسطة او بواسطة وجود شئ او بواسطة

دوسری دلیل کا حاصل (بحذف وزیادت) یہ ہے کہ یہ بھی ہم دلی شہادت سے جانتے ہیں کہ بندہ کے فعل میں اسکے صنعت وتصرف کو ضرور دخل ہے مگر یہ دخل ایسے امر میں ہونا چاہیے جو نہ بذاتِ خود (خارج از خیال انسان) معلوم موجود ہو نہ محض معدوم (جسکا وجود نہ

* بذاتِ خود موجود ہونا دو قسم ہے ایک وہ جو اجسام میں پایا جاتا ہے۔ دوسرا وہ جو اجسام کے موجودہ صفات اعراض میں پایا جاتا ہے جیسے رنگت۔ حرارت۔ برودت وغیرہ کیفیات۔ بعض اوصاف اجسام میں ان دونوں قسم کا موجود ہونا پایا نہیں جاتا وہ اوصاف خیالی اعتباری اور انتزاعی کہلاتے ہیں۔ جیسے دو چیزوں میں جو تلے اوپر ہوں نیچے والی چیز میں نیچے ہونا اور اوپر والی میں اوپر ہونا ایسے اوصاف بذاتِ خود خارج از خیال موجود نہیں ہوتے۔ کوئی انکو خیال میں لائے تو اس کے خیال میں موجود ہوتے ہیں اسی قسم سے وہ امر ہے جسمیں صنعت انسان کا ضرور دخل ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عدم شیٔ ولا التئام باسرها باطلة اما
الاول فلان وجود ذلک الشیٔ یجب
عند تمام علتہ فلا یتصور صنع العبد
فیہ ای تاثیرہ الاختیاری واما الثانی
فلان وجود ذلک الامر الذی یکون
الصنع بواسطتہ یجب بالموجودات
المستندة الی الواجب فیخرج عن
صنع العبد ضرورة کونہ واجبا واما
الثالث فلان ذلک العدم ان کان عدما
سابقا فھو قدیم لا صنع فیہ وان کان
عدما لاحقا توقف علی زوال الجزء

خارج از خیال انسان ہو نہ انسان کے
خیال میں) بلکہ وہ ایسا امر ہے جسکا وجود
دوسرے کے وجود سے خیال میں آئے
اسکو کوئی خیال میں نہ لاسکے تو وہ اپنی
آپ جلوہ نہ دکھائے۔
امر موجود میں اسکا دخل اسلئے
ناممکن ہے کہ امر موجود کا وجود اپنے
اسباب وجود کے (جو خدا کی طرف
سے مقرر ہیں) موجود اور پورا ہونے
سے ایک ضروری اور لازمی امر ہے
پھر بندہ کی تاثیر اختیاری کا اس کے
وجود میں دخل کیونکر ممکن ہے جب بندہ اپنے وجود کے فیضان میں خدا تعالے کا محتاج ہے
تو وہ کسی اور موجود کو فیضان وجود کیونکر کرسکتا ہے۔)
اور امر معدوم میں اسکا دخل اسلئے ناممکن ہے کہ اگر وہ امر معدوم اپنے اصلی
عدم پر ہے اور قدیم سے معدوم تو اس میں بندہ کا دخل کچھ معنی نہیں رکھتا۔ اور اگر وہ موجود
ہونے کے بعد معدوم ہوا ہے تو بندہ کا اسمیں دخل تب ہی ممکن و متصور ہے جب کہ اس

من علتہ التامة للوجود وذلک الجزء ان
کان موجودا کان واجبا بالاستناد الی
الواجب فیمتنع للعبد اذالتہ وان کان

امر کے اسباب وجود کو (جو خدا کی طرف
سے قائم و موجود ہیں) بندہ بالکل نیست و نابود
کر دے۔ اور یہہ ناچیز بندہ سے ہو نہیں سکتا۔

نوٹ صفحہ (۶۲) یہ وہ بیان ہے جس کا وعدہ صفحہ (۵۶) و (وغیرہ) میں کیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لزوال العدم مدخل فی زوال العادم المحدود لان زوال العدم وجودی یکون بواسطة وجود شئ وهو واجب او بواسطة الموجودات المستندة الی الواجب فیخرج من صنع العبد فتعین ان صنع العبد لا یکون الا فی امر ... لا موجود ولا معدوم وذلك الامر لا یجب بواسطة الموجودات المستندة الی الواجب و الا یخرج من صنع العبد فلم یبق لصنع العبد اثر فی امر ما ویلزم منه بطلان ما ثبت بالوجدان

اس سے ثابت ہوا کہ بندہ کی صنعت کا دخل ایسے امر میں ہونا چاہئیے جو نہ بذات خود موجود ہو نہ محض معدوم بلکہ اسکا وجود بندہ کے تابع ہو اور وہ بندہ کے ان حالات وصفات سے ہو جن کا وجود بندہ کے وجود سے سمجھا جاتا اور خیال میں آتا ہے۔ یہ تابع و طفیلی امر ایسا ہی ہونا چاہئیے جس کا طفیلی وجود صرف قدرتی اسباب سے بلا مداخلت صنعت بندہ کے ہو۔ کیونکہ اس سے اس دلی شہادت کا ابطال ہوتا ہے جس سے ثابت ہے کہ بندہ کا بھی اس امر میں کچھ دخل ہے اور نہ ایسا ہونا چاہئیے کہ بندہ اسکا موجد وخالق ہو۔ یہ اسلئے کہ اس امر کا وجود بہت سی چیزوں پر موقوف ہے جنمیں بندہ کی قدرت واختیار کا کوئی دخل و اثر نہیں ہے از انجملہ بندہ کا اپنا وجود ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ قدرتی اسباب جنمیں بندہ کی صنعت واختیار کا کوئی دخل نہیں اسی امر کا نام قصد ہے اور اسی کیطرف بندہ کا خداداد قدرت کو متوجہ و مصروف کرنا کسب کہلاتا ہے۔ بندہ کے اس کسب یا قصد اور خدا تعالی کی خلق (دونو) سے

ثم ذلك الامر لا یجوز ان یکون هو لا یقاع والایجاد الذی یجب عنده الفعل البتة حتی یکون العبد موجد الذلك الشئ الموجود وخالقا له لان ذلك الشئ یتوقف

بندہ کا فعل موجود ہوتا ہے اور یہ دونو (بندہ کا کسب یا قصد۔ اور خدا کا خلق) قدرت کے اثر ہیں۔ انمیں فرق یہ ہے کہ خلق میں قادر اپنی آپ بمقدور کو وجود عطا کرتا ہے

© rasailojaraid.com

علی امور لا اثر للعبد فی وجودها کوجود
العین وقدرته وسلامة الآلة ونحو ذلك
فتعین ان ذلك الامر اللاموجود و
اللامعدوم الصادر عن العبد امر
لا یجب عنده وجود الاثر وهو المسمی
بالکسب والفعل حاصل به وبخلق
الله تعالی وکل منهما مقدور بقدرة
الا انه فی الخلق یصح انفراد القادر
بایقاع المقدور وفی الکسب لا یصح
وایضاً فی الخلق یقع الفعل المقدور لا
فی محل القدرة وفی الکسب یقع المقدور
فی محل القدرة مثلاً وقعت حرکة

اور کسب میں ایسا نہیں ہوتا وہاں وجود کا
فیضان ذات کاسب کے غیر (یعنے خدا تعالیٰ)
سے ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ خلق
میں اثر قدرت (امر مقدور) محل قدرت
(ذات قادر) سے خارج واقع ہوتا ہے
اور کسب میں اثر قدرت محل قدرت (ذات
کاسب) میں واقع ہوتا ہے۔

بعض محققین نے اس مسئلہ
میں یوں گفتگو کی ہے "اس میں شک
نہیں کہ بعض افعال حیوانات سے ایسے
وقوع میں آتے ہیں کہ ان کو شعور نہیں
ہوتا چہ جائے قصد (جیسے بڑھنا۔ غذا
ہضم کرنا وعلی ہذا القیاس) اور بعض افعال ایسے ہوتے ہیں جن کا شعور تو ہوتا ہے مگر
ان کے صدور کا قصد نہیں ہوتا (جیسے بیمار ہونا۔ خواب سے بیدار ہونا وعلی ہذا القیاس)

زید بخلق الله فی غیر من قامت
به القدرة وهو زید ووقعت فی کسب زید
فی محل الذی قامت به قدرة زید
وهو نفس زید والحاصل ان اثر
الخالق ایجاد الفعل فی امر خارج من ذاته
واثر الکاسب صنعه فی فعل قائم
به هذا × × × × واعلم ان

اور بعض افعال ایسے ہوتے ہیں جنمیں شعور
کے ساتھ قصد صدور بھی ہوتا ہے۔ اور
اسمیں بھی شک نہیں کہ ایک فعل کا قصد
صدور اور چیز ہے اور اسکے صدور کا صحیح و
ممکن ہونا اور ہے کیونکہ بہت دفعہ ہم ایک
فعل کا قصد نہیں کرتے اور وہ ہم سے صادر
ہو جاتا ہے اور بعض اوقات ہم ایک فعل کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملخص کلام بعض المحققین فی هذه المسئلة انه لا شک ان بعض افعال الحیوان لا شعور له بها کالنمو وهضم الغذاء و بعضها مشعور به لکن لیس بارادته کمرضه وصحته ونومه ویقظته و بعضها مما له قصد الی صدوره و صحة الصدور وغیر القصد اذ ربما یصح صدور فعل لا یقصده وربما یقصد ما لا یصح صدوره عنه وصحة الصدور واللاصدور وهی المسمی بالقدرة وهی لا یکفی فی صدوره ولا بد ان یرجح احد الجانبین علی الآخر والترجیح انما هو بالقصد الذی هو المسمی بالارادة بالداعی وعند القدرة والداعی یجب الصدور وعند فقدان احدهما یمتنع × × × ثم حصول قدرته وارادته لا بد ان ینتهی الی اسباب لا یکون بقدرته وارادته دفعا للتسلسل ولا شک ان عند الاسباب یجب الفعل وعند فواتها یمتنع فالذی ینظر الی الاسباب الاول ویعلم انها لیست بقدرة العبد ولا بارادته یحکم بالجبر وهو غیر صحیح مطلقا لان السبب القریب للفعل هو قدرة العبد

قصد کرتے ہیں نیز وہ ہم سے صادر نہیں ہو سکتا اس صحت صدور و عدم صدور کا نام قدرت ہے مگر وہ صدور افعال اختیاری کے لئے کافی نہیں ہوتی جب تک کہ قصد بھی اس کے شامل نہ ہو جو فعل کے کرنے کو نہ کرنے پر ترجیح دیتا ہے۔

اس قدرت اور قصد دونوں سے فعل اختیاری موجود ہوتا ہے انہیں سے ایک بھی مفقود ہو تو فعل وجود میں نہیں آتا مگر اس قدرت و قصد کے ساتھ وجود فعل کے لئے ایسے قدرتی اسباب کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ جو بندہ کی قدرت وارادہ سے بالاتر ہوتے ہیں۔ ان اسباب کے ساتھ بندہ کے قدرت وارادہ موجود ہو تو فعل وقوع میں آجاتا ہے ورنہ اسکا وقوع میں آنا محال ہوتا ہے۔ پس جو شخص ان قدرتی اسباب کو پیش نظر رکھتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ وہ اسباب بندہ کے ارادہ و قدرت سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وارادته والذی نظر الی السبب القریب حکم بالاختیار وهو ایضا لیس بصحیح مطلقا لان الفعل لم یحصل باسباب کلها مقدورة للعبد ومراده فالحق ان لا جبر ولا تفویض ولکن امر بین امرین (تلویح ص ۱۹۶ ج ۱)

خارج ہیں وہ بندہ پر صدور افعال میں مجبور ہونیکا فتوی لگاتا ہے مگر اسکا یہہ فتوی مطلقاً صحیح نہیں کیونکہ ان افعال کے صدور کے لئے بندہ کی قدرت وارادہ بھی ایک سبب ہے اور وہ دوسرے قدرتی اسباب کی نسبت اس فعل سے قرب رکھتا ہے۔ اور جو شخص اس سبب قریب کو پیش نظر رکھتا ہے وہ بندہ کو بالکل فعل مختار قرار دیتا ہے اور یہہ بھی مطلقاً صحیح نہیں ہے کیونکہ جن اسباب سے بندوں کے افعال کا صدور ہوتا ہے وہ سب کے سب بندہ کی قدرت وارادہ واختیار میں نہیں ہوتے لہذا حق یہی بات ہے کہ بندہ نہ محض مجبور ہے نہ کلی مختار بلکہ اسکے بیچا بیچ ہے کچھ مجبور ہے کچھ مختار۔ قدرتی اسباب کی نظر سے مجبور ہے۔ اپنے خداداد اختیار وقدرت کی نظر سے فعل مختار ہے۔

یہ جواب اعتراض صفحہ ۵ کی تائید اول امر کا اثبات ہے کہ قصد خدا کی خلق اور بندہ کی کسب دونوں کا اثر ہے۔ اب اصل بیان کی تائید ایک

امام ابو الشکور سالمی (جو پانچویں صدی ہجری کے اعیان اکابر اہلسنت سے ہیں) کی کتاب تمہید میں ہے

قال اهل السنة والجماعة ان القدر خیره وشره حلوه ومره کله من الله تعالی عزوجل و قالت المعتزلة والقدریة ان الخیر من الله تعالی والشر من العباد واجمعنا جمیعا علی ان الکل بعلم الله تعالی وقال بعضهم ان الله تعالی خلق ابلیس ثم ابلیس خلق

اہلسنت وجماعت اس کے قائل ہیں کہ تقدیر اچھی ہو خواہ بری میٹھی ہو یا کڑوی سبھی خدا کی طرف سے ہے معتزلہ وقدریہ قائل ہیں کہ بھلائی خدا کی طرف سے ہے × برائی بندوں کی طرف سے اور ہم سب (اہل اسلام) کا اسپر اتفاق ہے کہ سبھی کچھ خدا کے علم سے ہوتا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الشر وقال بعضهم ان الله تعالیٰ
خلق العباد والعبد يخلق الشر وقال بعضهم ان الله تعالى ما خلق
ابليس لانا لو قلنا ان الله تعالے
خلق ابليس يودى الى اثبات الشر
من الله تعالى لان ابليس عليه اللعنة
خلق الكفر والشر والله تعالے
خلق ابليس فصار كانه خلق الشر
وارادة وهذا لا يجوز وهذا القوم
من القدرية يسمى شيطانية وهذا هو
المذهب عند المجوس بعينه وهذا
كفر بهذا المعنى قال النبي صلى الله
عليه وسلم القدرية مجوس امتى
ولان ابليس عليه اللعنة لو لم يكن
مخلوقا فانه يكون قديما فيكون في هذا
اثبات الشركة مع الله تعالى وهذا الكفر
ثم معنى التقدير هو الاحداث والايجاد
ومعلوم انه ليس محدث ولا موجد
سوى الله تعالى فالحجة لاهل السنة
والجماعة قوله تعالى وما تشاؤن الا
ان يشاء الله والله تعالى لم يفصل

بعض لوگوں کا قول ہے کہ خدا نے
ابلیس (شیطان) کو پیدا کیا پھر ابلیس نے
برائی کو پیدا کیا۔ بعض کا یہ قول ہے
کہ خدا بندہ کا خالق ہے۔ اور بندہ
برائی کا خالق۔ ایک فرقہ قائل ہے
کہ شیطان کو خدا نے نہیں بنایا خدا
اُسکا خالق ہو تو وہ گناہ کا خالق بنتا ہے
کیونکہ شیطان کفر و برائی پیدا کرتا ہے
پھر خدا اسکا خالق ہو گو گویا وہ برائی کا خالق
ٹھہرا اور یہہ محال ہے۔ اس فرقہ کو شیطانیہ
فرقہ کہتے ہیں۔ یہی بعینہ مجوس کا مذہب ہے
اور یہہ کفر ہے اسی نظر سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ اس امت
کے مجوس ہیں۔

ایک دلیل اس مذہب کے کفر ہونے
پر یہہ ہے کہ شیطان خدا کا مخلوق نہیں تو
وہ قدیم ہوگا اور یہہ (اسکو قدیم کہنا) خدا
کے ساتھ ایک شے یک قائم کرنا اور کفر ہے
پھر یہ جان لینا چاہئے کہ تقدیر ایک
چیز پیدا کرنے اور اسکو وجود عطا فرمانے
کا نام ہے اور بجز خدا تعالے کوئی پیدا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بين الخير والشر وقوله قل كل من
عند الله وقوله تعالى كل صغير وكبير
مستطر يعني مكتب وقوله تعالى ولقد
اخترنهم على علم على العالمين يعني
علم انهم اهل الاختيار فاختارهم
وقوله تعالى واضله الله على علم يعني
علم انه اهل الضلال فاضله ولما روى
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال
بعثت داعيا ومبلغا والله يهدي
من يشاء ويضل من يشاء وبعث
الشيطان موسوسا ومزينا وليس في

کرنے والا اور موجد عالم ہی ہے یہی اہل
سنت کے مذہب پر یہہ قول خداوندی
دلیل ہے کہ "تم ارادہ بھی نہین کر سکتے
جب تک کہ خدا کا ارادہ نہو" اس قول
مین نیکی و بدی کی کوئی تمیز و تفصیل
نہین ہے اور یہہ قول خداوندی کہ "سبھی
کچھہ (نیکی و بدی) خدا کی طرف سے ہے"
اور یہہ قول خداوندی کہ "ہم نے انکو جان کر
چن لیا ہے" یعنے اہل اختیار جانا تو عمل
کے لئے منتخب کیا۔ اور یہہ قول کہ "خدا
نے اس (گمراہ) کو گمراہ جانکر گمراہی پر رکھا"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین بلانے اور پیغام پہنچانے کو بھیجا
گیا ہون اور خدا جسے چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے جسے چاہتا ہے بہکاتا ہے اور شیطان

يده من الضلالة شيء وروى عن
عمر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه
وسلم انه قال يقال لابليس عليه اللعنة
يوم القيمة اسجد لادم وادخل الجنة
فيقول ابليس عليه اللعنة كفوا عني
يا اهل القيمة ان الله تعالى لو اراد
ان اسجد لا امتنعت عن ذلك
ولكن لم يشاء الله تعالى فلا اشاء

وسوسہ ڈالنے اور گناہ کو اچھا کر دکھلانے کو
بھیجا گیا ہے۔ گمراہی اسکے اختیار مین نہین ہے"
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ قیامت کے دن شیطان کو کہا جائیگا
اب بھی تو آدم کو سجدہ کر۔ تو نجات پائیگا
وہ کہیگا لوگو! تم مجھے کچھہ نہ کہو خدا اگر آدم
کو سجدہ کرنا چاہتا تو مین اس سے نہ رکتا
خدا نے نہین چاہا تو مین کیونکر چاہ سکتا ہون"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والمعنی فیه هو ان الله تعالی خلق العباد مع علمه بالشر منهم فلو لم یرد و لم یقدر الشر منهم لما جاز من الحکمة ان یخلق العبد و لان الله تعالی قال والله خلقکم وما تعملون ++

والثانی هو ان الله تعالی علم من ابی جهل الکفر قلنا لو اراد منه الکفر لکانت مشیته یوافق علمه ولو قلنا انه لم یرد منه الکفر لکانت ارادته مخالف علمه وهذا لا یجوز ولو قلنا انه علم منه الکفر و لم یرد منه الکفر

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالی نے بندون کو یہہ جانکر پیدا کیا ہے کہ انسے برائی کا صدور ہوگا وہ یہہ نہ چاہتا اور ان سے شر کا سرزد ہونا نہ ٹہراتا - تو انکو پیدا کرنا مقتضے حکمت نہ تہا - خدا کا یہہ قول بھی دلیل ہے کہ خدا نے تمکو اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا ہے - دوسری دلیل یہہ ہے کہ خدا تعالے کو یہہ تو علم تھا کہ ابوجہل (مثلاً) کافر ہوگا - اب اگر یہہ کہین کہ اسکا ارادہ بھی یہی تہا کہ اس سے کفر سرزد ہو تو اسکا علم و ارادہ باہم متوافق ہوئے اور اگر ہم یہہ کہین کہ خدا نے ابوجہل سے صدور کفر کا ارادہ نہین کیا - اسکا ایمان لانا چاہتا تھا - تو اس سے ثابت ہوگا کہ اسکا ارادہ اس کے علم کے مخالف ہے - اور اس سے ان دونو کا بطلان ہوتا ہے - ممکن یہہ ہوسکتا ہے کہ وہ ارادہ تو

وانما اراد منه الایمان لصار کانه اراد منه ما علم انه لا یکون فیودی الی بطلان علمه وارادته بخلاف الامر لانه یجوز ان یامر شیئا ثم یرید به بخلاف ذلك کما انه امر ابراهیم علیه السلام بالذبح واراد ان لا یذبح فکذلك ههنا ثم علم الله تعالی من الکافر الکفر لا یجبره

کچھہ کرے اور حکم کچھہ اور دے حضرت ابراہیم کو ذبح فرزند کا حکم دیا تھا - اور ارادہ یہہ تھا کہ وہ اسکو ذبح نکرے اور ایسا ہی وقوع مین آیا -

خدا تعالے کا یہہ علم کہ کافر سے کفر سرزد ہوگا - کافر کو صدور کفر پر مجبور اور بے اختیار نہین کرتا کیونکہ عیب علم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علی ذلک فکذلک ارادتہ ومشیتہ
لایجبر علی ذلک فاما الامر
بخلاف ما علم منہ قد یجوز لان
الامر للحجۃ والبیان علی ذلک والارادۃ
بخلاف ما علم لایجوز ویکون سفہا
واللہ تعالی یقول انا کل شیٔ خلقناہ
بقدر وقولہ تعالے فقدرناہ تقدیرا
وقولہ تعالے وکان امر اللہ مفعولا ولما
روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انہ قال لزید بن ثابت رضی اللہ
عنہ لو کان لک مثل جبل احد

خداوندی کے مطابق اس سے کفر سرزد
ہوگا۔ اسکے فعل و اختیار سے ہوگا۔
ایسا ہی خدا کا ارادہ کہ کافر کفر کرے
اسکو مجبور اور بے اختیار نہیں بناتا
وہ جب ارادہ خداوندی کے مطابق
کفر کا ارتکاب کریگا اپنے فعل و اختیار سے
کرے گا۔ اپنے علم کے مخالف حکم دینا
اسلئے جائز ہے کہ محکوم پر ظاہر حکم سے
تمیل و عدم تعمیل کے سبب حجت قائم
ہو۔ ولیکن اپنے علم کے مخالف ارادہ
کرنا جائز نہیں بلکہ حماقت ہے۔

خدا تعالے کا ارشاد ہے کہ ”ہمنے ہر چیز کو اندازہ سے بنایا ہے“ اور فرمایا
خدا تعالے نے ”ہر چیز کو ٹھیرا رکھا ہے۔ اور فرمایا ”خدا کا کام کیا کرایا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے زید بن ثابت کو فرمایا پہاڑ احد کے برابر

ذہبا فانفقتہ فی سبیل اللہ ما قبل
اللہ منک حتی تومن بالقدر وتعلم
ان ما اصابک لم یکن لیخطئک
وما اخطاک لم یکن لیصیبک وان
مت علی غیر ہذا دخلت النار ویروی
انہ قال فی اول الحدیث لو ان اللہ تعالے
عذب اہل سمواتہ واہل ارضہ

توخدا کی راہ میں سونا خرچ کرے تو خدا
اسکو قبول نکریگا جبتک کہ تو تقدیر
پر ایمان نہ لاوے اور یہہ جان لے
کہ جو کچھ تیری قسمت میں ہے وہ تجھ سے
نہ چوکیگا اور جو قسمت سے رہ چکا وہ کبھی
نہ پہونچیگا اس اعتقاد کے خلاف پر تو
مریگا تو آگ میں داخل ہوگا۔ یہہ بھی آئیے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لعذبهم وهو غير ظالم ولو رحمهم
كانت رحمته اياهم خيرا من اعمالهم
ولو كان ذلك مثل جبل احد الحديث
فان قيل لو ان الله تعالى يقضي الشر ثم
يعذبهم على ذلك لكان ذلك جورا منه
قلنا ليس كذلك لان قضاء الله تعالى
لم يجبره على ذلك والثاني وهو ان
الله تعالى قضى بالشر واخفاه عن
العبد وامره بالخير ظاهر حجة عليه
فالعبد ترك الخير مع الامر والحجة ظاهرا
وارتكب الشر من غير حجة وعلم بقضاء

مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالے تمام
آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو عذاب
کرے تو کر سکتا ہے اور وہ پھر ظالم نہیں
ہوگا اور اگر وہ انپر رحم کرے تو انکی رحمت
انکے اعمال سے بہتر ہے وہ (اعمال)
اُحد (پہاڑ) کے برابر کیوں نہوں۔
کوئی اگر یہہ اعتراض کرے کہ برائی خدا
کی تقدیر میں ہے تو پھر برائی کے سبب
بندوں کو عذاب کرنا ظلم ہے۔ تو اسکا
جواب یہہ ہے کہ خدا کی تقدیر بندوں کو
مجبور نہیں کرتی۔ وہ تقدیر کے مطابق
جب برائی کرتے ہیں اپنے اختیار سے کرتے ہیں۔

دوسرا جواب خدا نے بندوں کے حق میں برائی کو ٹھہرایا تو اسکا انکو علم نہیں دیا
اور بظاہر نیکی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ بندہ اس ظاہری حکم کو ترک کرکے خدا کی تقدیر
سے لاعلمی کے ساتھ مرتکب گناہ ہوتا ہے کیونکہ گناہ کرنے کے وقت وہ یہہ نہیں
جانتا کہ میری تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ لہذا وہ ارتکاب گناہ کے وقت عذاب کا مستحق

الله تعالى لان العبد قبل اتيانه لا يعلم
ان القضاء ما هو انه بالخير او بالشر
واذا فعل فقد علم ان القضاء كان هكذا
فما باشر به كانت بغير حجة فيستحق العقوبة
فان قيل ان الله تعالى لو كان يقضي

ہے۔ اور اس حالت میں خدا تعالے کا
مواخذہ ظلم نہیں ہے۔
اسپر اگر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ خدا
تعالے بندہ کے حق میں صدور گناہ کا
فیصلہ کر چکا ہے تو بندہ اس سے کیونکر

© rasailojaraid.com

الشر فان العبد لا یمکن لہ ان یصرف عنہ
فیودی الی الجبر قلنا القضا لا یسلب
القدرۃ والاختیار عن العبد کما
ان علم اللہ تعالی بالشر من العبد
لا یوجب الجبر فکذلک قضاؤہ
لا یوجب الجبر ایضا لانہ کما لا یوجب
خلاف ما یقضے فکذلک لا یوجب
خلاف ما یعلم فان قیل الیس قد روے
عن ابن عمر رض انہ قال لبیک والرغبتہ
الیک والخیر بیدیک والشر لیس
الیک قلنا یعنی الشر لا ینسب الیک

ہو سکتا ہے تو اس کے جواب میں ہم کہینگے
کہ خدا کا فیصلہ بندہ کی خدا داد قدرت
واختیار کو چہین نہین لیتا۔ یعنے اس
فیصلہ مین یہہ نہین لکہا ہے کہ وہ بلا
اختیار گناہ کریگا بلکہ برعکس اسکے یہہ کہا
ہے کہ وہ اپنے اختیار سے
گناہ کا مرتکب ہوگا۔ لہذا جیسے خدا کا
علم بندہ کو صدور گناہ پر مجبور نہین کرتا
ایسا ہی خدا کا فیصلہ اسکو ارتکاب گناہ
پر مجبور نہین کرتا۔
کوئی اگر یہہ شبہ کرے کہ ابن عمر رض
کی حدیث مین دعا ماثورہ مین وارد ہے کہ انکا شر (برائی) کو تیریطرف راہ نہین جس سے
ثابت ہے کہ برائی بندہ کی طرف سے ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس سے انکی مراد یہہ ہے

لانہ لیس من حسن الادب ان یضاف
الشر والقبح الی اللہ تعالی الا ترے
انہ لا یقال یا خالق البعوضۃ و
الحیۃ ولکن یقال یا خالق السموات
والارض فان قیل قال اللہ وما انا بظلام
للعبید وما اللہ یرید ظلما للعباد قلنا
ان اللہ تعالی لا یرید ان یظلم علی
عبادہ ولکن لیس فی الایۃ انہ لا یرید

کہ بپاس ادب برائی کو تیریطرف منسوب
نہین کیا جاتا۔ تم یہہ نہین دیکہتے کہ خدا
کی جناب مین یہہ نہین کہا جاتا ہے کہ اے
مچہر اور سانپ کے خالق بلکہ یہہ کہا جاتا ہے
اے آسمان و زمین کے خالق اگر کوئی
اعتراض کرے کہ خدا تعالے نے فرمایا
ہے کہ خدا تعالے ظالم نہین ہے اور
وہ بندون کے حقمین ظلم کا ارادہ نہین

© rasailojaraid.com

من العباد ان یظلم بعضهم بعضا ــ
(تمهید صـ۱۳۱)

کرتا" تو اسکے جواب میں ہم کہیں گے کہ بیشک خدا تعالے بندوں پر خود ظلم نہیں کرتا ولکن ان آیات میں یہ نہیں فرمایا کہ وہ ایک بندہ کا دوسرے پر ظلم کرنیکا ارادہ بھی نہیں کرتا"

ختام المحققین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں

باب الایمان بالقدر ومن اعظم انواع البر الایمان بالقدر وذلک انه به یلاحظ الانسان التدبیر الواحد الذی یجمع العالم ومن اعتقده علی وجهه یصیر طامح البصر الی ما عند الله یری الدنیا وما فیها کالظل لذوی اختیار العبد من قضاء الله کالصورة المنطبعة فی المرآة وذلک یعد لانکشاف ما هنالک من التدبیر الواحد الی ولو فی المعاد اتم اعداد وقد بینه صلی الله علیه وسلم علی عظم امره من بین انواع البر حیث قال من لم یومن بالقدر خیره وشره فانا بریٔ منه وقال صلی الله علیه وسلم لا یومن عبد حتی یومن بالقدر خیره وشره وحتی یعلم ما اصابه لم یکن لیخطئه وان

خدا کی تقدیر پر ایمان و اعتقاد رکھنا بڑی نیکی ہے اس اعتقاد کے ذریعہ سے انسان جملہ عالم کی تدبیر اجمالی کا ملاحظہ کرسکتا ہے اور جو اس تدبیر کا خوب آنکھ کھولکر ملاحظہ کرتا ہے وہ تمام دنیا اور اسکے موجودات کو اس تدبیر کا ایک سایہ سمجھتا ہے اور بندہ کے اختیار کو خدا کی تقدیر کا عکس خیال کرتا ہے جیسے آئینہ میں صورت کا عکس ـ یہی اعتقاد اس تدبیر کو اسکے بخوبی منکشف کرتا ہے ـ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعتقاد کا عظیم الشان ہونا جتایا ـ اور یہہ فرمایا ـ جو نیک و بد کے خدا کی طرف سے مقدر و مقرر ہونے پر ایمان نہیں رکھتا میں اس سے بیزار ہوں ـ اور فرمایا کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا جبتک نیک و بد کے تقدیر پر ایمان نہ لائے اور یقین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ما اخطاہ لم یکن لیصیبہ واعلم ان اللہ تعالی شمل علمہ الازلی الذاتی کل ما وجد وسیوجد من الحوادث محال ان یتخلف علمہ عن شئی او یتحقق غیر ما علم فیکون جہلا لا علما وہذہ مسئلۃ شمول العلم ولیست مسئلۃ القدر ولا یخالف فرقۃ من الفرق الاسلامیۃ انما القدر الذی دلت علیہ الاحادیث المستفیضۃ ومضی علیہ السلف الصالح ولم یوفق لہا الا المحققون ویتجہ علیہ السوال بانہ متدافع مع التکلیف فانہ قیم

بنا کرلے کہ جو اسکو ملنا ہے وہ کبھی نہ چوکیگا اور جو اسکی تقدیر سے رہگیا ہے وہ اسکو نہیں پہنچیگا۔

یہہ جان لو کہ خدا تعالی کا علم ذاتی ازلی ہر چیز پر جو موجود ہے یا آیندہ موجود ہوگی محیط و شامل ہے۔ ممکن نہیں کہ وہ کسی چیز سے ٹلے یا اسکا خلاف وقوع میں آئے۔ تقدیر سے یہہ علم محیط مُراد نہیں اور وہ کسی اختلاف کا محل نہیں ہے۔ تقدیر محل اختلاف (جو احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور وہ صرف محققین اہل اسلام (اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے۔ اور اسپر یہہ سوال وارد ہوتا ہے کہ نیک و بد کا وقوع خدا کی طرف سے مقرر ہے تو پھر نیک و بد کے کرنے و نہ کرنے کا حکم دینا کیسا ہے اور عمل کرنیکی ضرورت کیا ہے) وہ تقدیر ہے جو واقعات کو موجود ہونے سے پہلے واجب الوقوع ٹھہراتی ہے اور اسی کے حکم و مقتضے سے واقعات موجود ہوتے ہیں۔

العلم ہو القدر الملزم الذی یوجب الحوادث قبل وجودہا فیوجد بذلک الایجاب لا ید فعہ ہرب ولا تنفع منہ حیلۃ وقد وقع ذلک خمس مرات فاولہا انہ اجمع فی الازل ان یوجد العالم علی احسن وجہ ممکن مراعیا المصالح موثرا لما ہو الخیر النسبی حین وجودہ وکان علم اللہ ینتہی الی تعیین صورۃ

یہہ تقدیر پانچ دفعہ واقع ہوچکی ہے پہلے خدا تعالے کے علم ازلی میں۔ خدا تعالے نے اپنے علم ازلی میں یہہ ٹھہرایا تھا کہ عالم ایسے عمدہ نظام اور بہتر صورت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واحدة من الصور لايشاركها غيرها
فكانت الحوادث سلسلة مترتبة مجتمعا
وجودها لا تصدق على كثيرين فارادة
ايجاد العالم ممن لا يخفى عليه خافية هو
بعينه تخصيص صورة وجوده الى آخر
ما ينجر اليه الامر وثانيا انه قدر المقادير
ويروى انه كتب مقادير الخلائق
كلها والمعنى واحد قبل ان يخلق السموات
والارض بخمسين الف سنة وذلك
انه خلق الخلائق حسب العناية الازلية
في خيال العرش فصور هنالك جميع الصور

پر جواسکے لئے ممکن ہے واقع ہو۔ خدا کے
علم میں اسکی ایک صورت قرار پائی اسی کے
مطابق واقعات کا سلسلہ باترتیب خدا کے
علم میں اکٹھا ہوا۔ ایجاد عالم کا ارادہ اسی
صورت کا مقرر کرنا تھا۔
دوسری دفعہ آسمان و زمین کو پیدا
کرنے سے پانسو برس پہلے خدا تعالے
نے اپنے ازلی علم کے قرارداد کے موافق
واقعات کے جملہ صورتوں کو لکھدیا اور
یہ قرار پایا کہ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایسے ہونگے۔ اور انکا نبی ہونا اور لوگوں کو
ڈرانا فلاں وقت ہوگا اور اس سے ابولہب انکار کریگا اور آگ میں جلیگا یہی مقررہ و مرقومہ
صورتیں ان واقعات کے وقوع کے موجب و موثر ہوتی ہیں × × × × :

وهو المعبر عنه بالذكر في الشرايع فتحقق
هنالك مثلاً صورة محمد صلى الله عليه
وسلم وبعثه الى الخلق في وقت كذا و
انذاره لهم وانكار ابي لهب واحاطة
الخطيئة بنفسه في الدنيا ثم اشتعال
النار عليه في الآخرة وهذه الصورة
سبب لحدوث الحوادث على نحو ما كانت
هنالك كتاثير الصورة المنتقشة في

تیسری دفعہ جب آدم علیہ السلام کو
پیدا کیا اور اسکی جملہ اولاد کو مثالی صورتوں
کا وجود عطا فرمایا اور ان کی سعادت اور
بدی کو روشنی اور اندھیرے کی مثالی صورت
میں ظاہر کیا۔ اور اپنی معرفت اور اطاعت
کا مادہ ان میں پیدا کرکے انکو لائق خطاب
و تکلیف بنایا۔ اور الست بربکم کہکر انسے
بلیٰ کا جواب لیا۔ (روز میثاق کا) یہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الفسنا فی زلق الرجل علی الجذع المرتفع
فوق الجدران ولیکن لتزلزلو لو کانت
علی الارض وثالثها انہ لما خلق آدم
علیہ السلام لیکون ابا للبشر ولیبدا
منہ نوع الانسان احدث فی عالم المثال
صور بنیہ ومثل سعادتھم وشقاوتھم
بالنور والظلمۃ وجعلھم بحیث یکلفون
وخلق فیھم معرفتہ والاخبات لہ
وھو اصل المیثاق المدسوس فی

عہد ہے جو انکی فطرت میں چھپا کر رکھا گیا ہے
گو لوگ اسکو بھول گئے ہیں (مگر خدا تعالی
نے یاد دلا دیا ہے) اور اسی پر لوگوں کو
مواخذہ ہوگا۔ دنیا میں جو شخص پیدا ہوتا
ہے وہ اس مثالی صورت کا ظل یا عکس ہے
جو اس صورت میں چھپا کر رکھا گیا تھا۔
وہ اس شخص میں چھپا ہوا موجود ہے
چوتھی دفعہ جب بچہ میں روح پھونکی
جاتی ہے۔ پس جیسے زمین میں گاڑی ہوئی

کھجور کی گٹھلی کو جب وہ خاص حالت کو پہنچتی ہے۔ باغبان یا زمیندار (جو علم نباتات
وعلم تاثیر زمین آب وہوا سے واقف ہوتا ہے) جانتا ہے کہ اس سے کیسا درخت پیدا
ہوگا۔ ایسے ہی فرشتے جو اس بچہ کی تدبیر پر موکل ہیں خدا کے الہام سے جان لیتے

فطرتھم فیواخذون بہ وان النشو
الواقعۃ اذ النفوس المخلوقۃ فی الارض
انما ھی ظل الصور الموجودۃ یومئذ
مدسوس فیھا ما دس یومئذ و
رابعھا حین نفخ الروح فی الجنین فکما
ان النواۃ اذا القیت فی الارض فی
وقت مخصوص واحاط بھا تدبیر مخصوص
علم المطلع علی خاصیۃ نوع النخل وخاصیۃ
تلک الارض وذلک الماء والھواء انہ

ہیں کہ وہ بچہ کیسا (نیک یا بد) ہوگا۔
اور اسکی عمر ورزق کیا ہے (اور اسکو لکھ
لیتے ہیں) پانچویں دفعہ قرب وقوع واقعات اور حوادث
موجودات سے تھوڑی دیر پہلے اسوقت
خدا کا حکم ان واقعات کے متعلق زمین
میں نازل ہوتا ہے۔ اس سے واقعات
وحوادث کے وجود پر اثر ظاہر ہوتا ہے
یہ وہ ہیں جنکو جناب شاہ صاحب فرماتے
ہیں) کئی دفعہ مشاہدہ کیا ہے ایک دفعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بحسن نياتهما ويتحقق من شأنه على بعض
الامر فكذلك تتلقى الملائكة المدبرة نوعًا
وينكشف عليهم الامر في غمرة ورد فيرجعون بالعمل
على من غلبت ملكيته على بهيميته ويأتي العكس
وان نحو تكون سعادة وشقاوة خاصًّا قبيل
حدوث الحادثة تتنزل الامر من حظيرة القدس
الى الارض وينتقل شيء مثالي فينبسط هكذا
في الارض فقد شاهدت ذلك مرارًا منها ان
ناسًا تشاجروا فيما بينهم وتحاقدوا فانبسطت

لوگوں میں کچھ اختلاف پیدا ہوا۔ اور اس سے
باہم کینہ ہو گیا اسوقت میں نے خدا کی طرف
اس کینہ کے دور ہونے کے لیے التجا کی
تو مجھے ایک نقطہ نورانی نظر آیا جو جناب
باری سے زمین پر نازل ہوا۔ وہ جوں جوں
پھیلتا گیا توں توں کینہ دور ہوتا گیا
یہاں تک کہ وہ بالکل زائل ہو گیا۔ اور اس
مجلس سے ہم لطف و الفت کے ساتھ جدا
ہوتے۔ اسکی نظیر میں ایک اور حسب ذیل

واقعہ جناب شاہ صاحب نے نقل کیا ہے۔ اور اسکے بعد فرمایا احادیث نے واضح
طور پر ثابت کر دیا ہے کہ حوادث کو عالم میں موجود ہونے سے پہلے ایک قسم کا (مثالی)
وجود عطا ہوتا ہے۔ اس وجود کے مطابق حوادث موجود ہوتے ہیں۔ پھر کبھی وہ وجود

الى الله فرأيت نقطة مثالية نورانية نزلت
من حظيرة القدس الى الارض فجعلت
تنبسط شيئًا فشيئًا وكلما انبسطت زال
الحقد عنهم فما برحنا المجلس حتى تلاطفوا
ورجع كل واحد منهم الى ما كان من الالفة
وكان ذلك من عجيب ايات الله عندي
ومنها ان ابني الاكبر ولدي كان مريضًا وكان خاطري
مشغول به فبينا انا اصلي الظهر شاهدت
موته نزل فيانة في ليلة وقد بينت السنة

مٹا دیا جاتا ہے کبھی سرے سے اسکو موجود کیا جاتا
ہے یہی محو و اثبات اس قول خداوندی
میں مراد ہے جسمیں ارشاد ہے کہ "خدا
جو چاہتا ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے ثابت
رکھتا ہے اسکے پاس ہے ام الکتاب" اسکی
ایک مثال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بلا (مرض
وغیرہ) کو ایک قسم کا وجود عطا فرما کر زمین پر
نازل کرتا ہے ادہر سے دعا جناب باری
کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ اور وہ اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیانًا واضحًا ان الحوادث یخلقها الله تعالی قبل ان تحدث فی الارض خلقا ما ثم ینزل فی هذا العالم فیظهر فیه کما خلق اول مرة سنة من الله تعالی ثم قد یمحی الثابت ویثبت المعدوم بحسب هذا الوجود قال الله تعالی یمحو الله ما یشاء ویثبت وعنده ام الکتاب مثل ان یخلق الله تعالی البلا خلقا ما فینزل علی المبتلی ویصعد الدعا فیرده وقد یخلق الموت فیصعد البر ویرده ونفقه فیدان المخلوق النازل سبب من الاسباب العادیة کالطعام والشراب بالنسبة الی بقا الحیوة وتناول السم والضرب بالسیف بالنسبة الی الموت وقد دل احادیث کثیرة علی ثبوت عالم یتجسم فیه الاعراض وینتقل المعانی ویخلق الشئ قبل ظهوره فی الارض مثل کون الرحم معلقا بالعرش ونزول الفتن کمواقع القطر وخلق النیل والفرات فی اصل السدرة ثم انزالهما الی الارض وانزال الحدید والانعام وانزال القرآن الی السماء الدنیا مجموعا وحضور الجنة والنار بین یدی النبی صلی الله

بلا کو پھیرتی ہے۔ ایسا ہی موت کو مثالی وجود عطا ہوتا ہے وہ ایک شخص کیطرف متوجہ ہوتی ہے تو اسکی نیکی اسکا استقبال کرکے اسکو پھیر دیتی ہے۔ اسکی تائید مین شاہ صاحب نے بہت سی احادیث صحیحہ کو پیش کیا ہے جن سے ثابت ہے کہ یہہ وجود مثالی اور عالم مثال حق ہے اور صفات و اعراض کو بھی وجود مثالی حاصل ہوتا ہے۔ اسکا ترجمہ ہمنے اسلئے چھوڑ دیا ہے کہ ناظرین رسالہ سے جو حضرات انگریزی خوان ہین اور وہ نیچریت اور ملحدانہ فلسفیت کے پھندے مین پھنسے ہوئے ہین جنکا یہہ مقولہ کہ امیٹریل (غیر مادی یا غیر مجسم) میٹریل نہین ہو سکتا اسکو نہ مانینگے جب تک اسکے عقلی دلائل اور امکان یا وجود نہ سن لینگے۔ اور یہہ مقام ان دلائل کے تفصیل کا مقام نہین۔

اس کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ تقدیر اسباب عالم کے سبب ہونے کے مخالف و مزاحم نہین ہے کیونکہ وہ اسباب اور مسببات دونو کے مجموعے سے متعلق

© rasailojaraid.com

علیہ وسلم وبین جدار المسجد بحیث یمکن تناول العنقود فیہا ثم النار وکتقادیر البلاء والرخاء وخلق ذریۃ آدم وخلق العقل انہ اقبل وادبر واتیان الزہراوین کانہما فرقان ووزن الاعمال وحفوف الجنۃ بالمکارہ والنار بالشہوات وامثال ذلک مما لا یخفی علی من لہ ادنی معرفۃ بالسنۃ واعلم ان القدر لا یزاحم سببیۃ الاشیاء للمسببات لها لانہا انما تتعلق بالجملۃ المترتبۃ جملۃ مرۃ واحدۃ وہو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرقی والدواء والتقاۃ ہل ترد شیئا من قدر اللہ قال ہی من قدر اللہ وقول عمر رض فی قصۃ سرغ الیس ان رعیتہا فی الخصب رعیتہا بقدر اللہ الخ وللعباد اختیار افعالہم نعم لا اختیار لہم فی ذلک الاختیار لکونہ معلولا لحضور صورۃ المطلوب ونفعہ بموضع من عینہ وعزم مما لیس علمہا بکسبہ فکیف الاختیار فیہا وہو قولہ ان القلوب بین اصبعین من اصابع اللہ یقلبہا کیف یشاء واللہ اعلم (حجۃ اللہ صفحہ ۷۶)

ہوتی ہے۔ یہی اس قول نبوی سے مراد ہے۔ جو رقیہ اور دوا کے متعلق اس سوال کے جواب میں کہ کیا وہ تقدیر کو پھیر دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ رقیہ اور دوا بھی منجملہ مقدرات ہیں۔ ایسا ہی قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو قصہ سرغ میں انہوں نے فرمایا اور وہ صفحہ (۷۶) میں منقول ہوا۔ اس تقدیر کے ساتھ بندوں کو اپنے افعال کا اختیار حاصل ہے مگر اس اختیار میں ان کا اختیار نہیں ہے۔ یعنی اختیار کو انہوں نے اختیار سے حاصل نہیں کیا یہ تب ہوتا کہ اس اختیار کی غرض اور اس کے حاصل کرنے کا وجہ و ارادہ پہلے ان کے خیال میں ہوتا ان باتوں کا ان کے علم و خیال میں وجود نہ تھا تو کیونکہ ممکن ہے کہ اختیار کو انہوں نے اپنی اختیار سے حاصل کیا ہو۔ یہی اس قول نبوی کا مفاد ہے کہ بندوں کے دل خدا کی انگلیوں میں ہیں وہ انکو جدھر چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان عبارات متقدمین و متاخرین سے ہمارے بیان کی پوری تصدیق ہوئی اور یہہ بات ثبوت کو پہنچی کہ جو کچھہ ہمنے شبہات ثلثہ کے جوابات اور ان جوابات کی تائیدات مین کہا ہے وہ شارع علیہ السلام اور سلف و خلف علماء اسلام سے ماثور و مروی ہے اذا بجملہ کسی بات مین ہم متفرد نہین ہین - اور یہی ان عبارات کی نقل سے مقصود تھا - ان عبارات مین جو قصد و ارادہ کے مخلوق خدا یا ایجاد بندہ ہونے پر بحث ہوئی ہے وہ ایک نئی بحث ہے جس سے ہمارے بیان سابق مین تفصیل* اور بالاستقلال تعرض نہین ہوا - اور وہ بحث بہی ایسی مختلف تقریرون مین ہوئی ہے جن سے غالبًا ہمارے اردو و انگریزی خوان ناظرین کی تسلی نہوگی - لہذا ضروری معلوم ہوا کہ اس بحث کا خلاصہ نقل کرین اور ان مختلف تقریرون مین سے تسلی بخش تقریر کی اپنی ناچیز رائے سے تائید کرین +

قصد و ارادہ پر (جسکو بندہ کا عمل و کسب بتایا گیا - اور اسی کی نظر سے بندہ کو کاسب و فعل مختار کہا گیا ہے) یہہ سوال وارد ہوتا تہا کہ اسکا خالق و موجد اہلسنت کے نزدیک خدا تعالے ہے تو بندہ مجبور ہوا - پہر اہلسنت کا فرقہ جبریہ پر الزام جبر کیا معنے رکہتا ہے اور اگر اس کا خالق و موجد بندہ خود ہے تو بندہ پیدا کرنے کی وصف مین خدا کا شریک ہوا پہر اہلسنت کا فرقہ معتزلہ پر (جو جملہ افعال عباد کو بندون کا مخلوق بتلاتے ہین) الزام شرک کیونکر صحیح ہو سکتا ہے -

اس سوال کا جواب بعض علماء اہلسنت نے یہہ دیا ہے کہ بندہ اس قصد کا خالق و موجد ہے مگر نہ بالاستقلال کہ اس نے اپنے آپ بلا واسطہ و بے استمداد قدرتی اسباب کے اس قصد کو پیدا کیا ہو - بلکہ بواسطہ قدرتی اسباب

* اس مین یہہ اشارہ ہے کہ اسکا ماحصل اجمالًا اور ضمنًا ہمارے بیان مین بہی موجود ہے - دیکہو صفحہ ۹ جس مین کہا ہے کہ خلق و قدرت پر خدا کی طرف سے ہے اور بندہ اپنے فعل ہی کا فاعل اور عمل کا کاسب ہے اور صفحہ ۱۰ جس مین کہا گیا ہے کہ ظاہر اسباب کی حاصل کرنے اور مختار بننے مین انسان مجبور ہے وعلی ہذا القیاس +

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے (جن میں اس کی ذات وجود قدرت دماغ دل وغیرہ سب داخل ہیں۔ اور انکی پیدائش میں بندہ کا دخل نہیں ہے) بندہ نے اس قصد کو پیدا کیا ہے۔ اس صورت میں قصد کا خالق در اصل خدا تعالے ہوا (جو اس قصد اور ہر چیز کی علۃ العلل اور مسبب الاسباب ہی) اور بظاہر بندہ جو خدا داد قدرت و اسباب کے واسطے سے اسکا خالق ہوا لہذا وہ اصل صفت خلق و ایجاد میں خدا کا شریک نہوا۔

ولیکن یہہ جواب طمانیت بخش نہیں ہے۔ یہی بات بعینہ معتزلہ (جو بندہ کو جملہ افعال کا خالق سمجھتے ہیں) ان افعال کو مخلوق خدا قرار دینے اور الزام شرک سے بری ہونے کے لئے کہہ سکتے ہیں۔

اسپر جو اہلسنت یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس صورت میں ان آیات قرآنیہ کا (جنمیں خدا تعالے کو خالق افعال عباد کہا گیا ہے) مضمون بالکل باطل و بیکار ہوجاتا ہے وہ ایک ضعیف اور لفظی اعتراض ہے معتزلہ اسکے جواب میں یہہ کہہ سکتے ہیں کہ ان آیات میں خدا تعالے کو مسبب الاسباب (یا علۃ العلل) ہونے کی نظر سے خالق افعال عباد کہا گیا ہے نہ بنظر ظاہری تعلق بعض علما نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ قصد کا خالق خدا ہے مگر بندہ اس خلق میں محض مجبور اور بے دخل نہیں ہے اسکی قدرت و اختیار کو بھی اس قصد میں دخل ہے۔

اسپر جو یہ اعتراض ہوتا تھا کہ اس صورت میں بندہ بھی خدا کا شریک ٹھہرا جبکہ خدا کی قدرت اور بندہ کی قدرت دونوں سے قصد کا خلق و ایجاد ہوا۔

اسکا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ دونو قدرتوں سے قصد کا خلق و ایجاد نہیں ہوا۔ قصد کا خلق خدا ہی کی قدرت سے ہوتا ہے بندہ کی قدرت سے صرف اسکا کسب ہوتا ہے ان دو قدرتوں کے دو مختلف اثروں کی نظیر زمین وغیرہ اسباب دنیا پر خدا کی قدرت اور بندہ کی قدرت کے مختلف آثار ہیں خدا کی قدرت کا یہ اثر کہ وہ خدا کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاف اور مخلوق ہین۔ بندہ کی قدرت کا یہہ اثر کہ وہ بندہ کی تصرف و استعمال مین ہین انکی توضیح بعض علمانے یون کی ہے کہ خدا تعالے ایک کام کو کرنے یا نکرنے (دونو) کے خیال کی قدرت انسان مین پیدا کرتا ہے اور انسان اس خداداد قدرت سے ایک جانب کرنے یا نکرنیکے خیال کو مقرر و متعین کرتا ہے اور اسکو دوسری جانب کے خیال پر ترجیح دیتا ہے اس صورت مین اس خیال کا خالق خدا ہوا جسکی پیدا کی ہوئی قدرت سے اس خیال کو ترجیح ہوئی اور بندہ اس کا کاسب ٹھیرا جسنے خداداد قدرت سے ایک جانب کو ترجیح دی۔

ولیکن غور سے دیکھا جاتا ہے تو یہہ جواب بھی اس توضیح و تشریح کے ساتھ تسلی بخش نہین ہے اور اسکا رجوع بھی اسی جواب اول کیطرف ہوتا ہے کیونکہ بندہ کا ایک کام کو کرنے یا نکرنے کے خیال کو مقرر و متعین کرنا اور جانب ثانی پر اسکو ترجیح دینا اس خیال کو وجود مین لاتا ہے اور یہہ وہی خلق و ایجاد ہے جسکے تجویز سے خدا کی شرکت لازم آتی ہے۔

اس سوال کا تسلی بخش جواب یا یون کہین کہ جواب دوم کی تسلی بخش توضیح جو محل اعتراض نہین اور وہ بعض محققین کی کلام سے مفہوم و مستفاد ہے یہہ ہے کہ بندہ کے قصد کو بلکہ ہر ایک حرکت و سکون کو جو صدور فعل مقصود کے وقت بندہ سے سرزد ہو ایک تعلق خدا تعالے سے ہے اور ایک تعلق بندہ سے بندہ سے اسکا تعلق یہہ ہے کہ بندہ خداداد قدرت کو اسکی طرف متوجہ کرتا ہے اسی (قدرت متوجہ کرنا مے) کا نام کسب ہے[*] جسکے سبب بندہ کاسب و فعل مختار کہلاتا ہے۔ خدا تعالے سے اسکا تعلق یہہ ہے کہ اس کسب بندہ کے ساتھہ خدا تعالے و تقدس اسکو وجود عطا فرماتا ہے۔

اس صورت مین اس قصد وغیرہ حرکات و سکنات کا خالق و موجد خدا ہوا و مہندا بندہ بھی محض بے تعلق اور معطل بے دخل نہوا بلکہ انکا کاسب ہوا۔

[*] یہہ کسب استعدادہ قابلیت ممکن کو پورا کرنیوالا ہے نہ کسی چیز کو وجود دینیوالا اسلئے ادہ کسی وجہ سے محل سوال مذکور نہین ہو سکتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس قدرت کو متوجہ کرنے پر اگر کوئی سوال کرے کہ اسکا خالق کون ہے؟ خدا ہے تو بندہ مجبور ہے - بندہ ہے تو پھر وہی اعتراض لازم آتا ہے تو اسکا جواب بھی وہی ہے کہ اسکا خالق خدا ہے مگر بندہ بھی محض بے تعلق اور مطلق بیدخل نہین ہے بلکہ وہ اس قدرت کو متوجہ کرنے کا کاسب ہے اس قسم کا جو اور سوال ہوگا اسکا بھی یہی جواب دیا جائیگا - اس جواب پر ایک فاضل معاصر نے یہہ اعتراض کیا کہ اس صورت مین تسلسل لازم آتا ہے کیونکہ سلسلہ سوال و جواب ختم نہین ہوتا - اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تسلسل سائل کی عدم توجہ یا نافہمی کا نتیجہ ہے واقعی و نفس الامری نہین ہے وہ اصل جواب یا اسکی توضیح کو بخوبی سمجھ لیگا - تو اس تسلسل کا فوراً انقطاع ہو جائے گا -

ہماری ناچیز رای مین جب اہلسنت بندہ کی قدرت کو صرف کاسبہ مانتے ہین - (جسکا اثر کسب ہے) نہ مؤثرہ (جسکا اثر ایجاد ہے) تو پھر انکو ہرگز یہ نہین پہنچتا کہ بندہ کی قدرت کا اثر قصد کا وجود مان لین - پھر الزام معتزلہ کے جواب مین تکلفات اختیار کرین - اور جب فرقہ معتزلہ بندہ کا ممکن الوجود ہونا مانتے ہین اور یہہ بھی جانتے ہین کہ بندہ جن آلات و اسباب سے فعل کرتا ہے وہ بندہ کے مخلوق نہین اور ان سے کام لینے کا بندہ حقیقی مالک نہین ہے تو پھر انکو ہرگز نہین پہنچتا کہ بندہ کی قدرت کو حقیقتہً موثرہ کہین اور بنا بر علیہ بندہ کو اپنے افعال کا حقیقی خالق و مالک قرار دین -

ہمکو دانشمندان فرقہ معتزلہ پر سخت تعجب ہے کہ وہ بندہ کو ممکن الوجود اور اسکے اسباب عمل کو مملوک خدا مانکر اوسکو اپنے افعال کا خالق کہتے ہین اور اتنا نہین سمجھتے کہ ایجاد و فیضان وجود امکان کے شان نہین ہے اور ملک غیر مین تصرف کرنا حقیقی تملک کا ثبوت نہین ہو سکتا اس سے بڑھکر ہمکو علماء اہلسنت و جماعت پر (جو معقول و منقول کے جامع کہلاتے ہین) تعجب ہے کہ وہ بندہ کی قدرت کو صرف کاسبہ مانکر اسکو قصد کا خالق قرار دیتے ہین اور الزام معتزلہ کے جواب مین اس جرم کا اقبال کرتے ہین کہ ہان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہمنے بندہ کو قصد کا خالق کہا ہے ۔ اور اس مین ان آیات کا خلاف نہین ہوا جنمین خداکو ہر چیز کا خالق قرار دیا گیا ہے اور وہ یہہ نہین ہے کہ بندہ کی قدرت کو کاسبہ قرار دینے سے نہ بندہ کا خالق ہونا وہ تجویز کر سکتے ہین نہ الزام معتزلہ کے وہ مورد بنتے ہین ۔ اور سوال مذکور کے جواب مین بے تامل و بلاخوف وہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ قصد کا خالق خدا تعالے ہے جیسا کہ بندہ کے جملہ حرکات و سکنات کا ۔ مگر اس سے بندہ کا مجبور ہونا لازم نہین آتا ۔ کیونکہ باوجودیکہ قصد وغیرہ افعال عباد کا خالق و موجد خدا تعالے ہے بندہ اس قصد وغیرہ افعال کا کاسب ہے محض بے تعلق اور مطلق بے دخل نہین ہے جس سے جبر کا اعتراض قایم ہو سکے یہی وجہ ہے کہ جس فعل قلب (وسوسہ و خطرہ) کا انسان کاسب نہین کہلاتا ۔ اور اس کے کسب و اختیار کا اسمین دخل نہین پایا جاتا ۔ یعنے انسان اپنی خداداد قدرت کو اسکیطرف متوجہ نہین کرتا یا کرتا ہے تو اس فعل کے خلاف کا اس سے کام لیتا ہے اس فعل مین وہ خدا کی طرف سے مجبور سمجھا جاتا ہے اور لائق سزا و مواخذہ نہین ہوتا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین آیا ہے کہ خدا تعالے میری امت کے وساوس و خطرات انکو معاف کر دیتا ہے جبتک کہ وہ ان وساوس پر عمل نکرین یا ان کے مطابق زبان نہ کھولین ۔

> ان اللہ تجاوز عن امتی ما وسوست به صدورها ما لم تعمل بها او تتکلم ۔ (مشکوۃ بروایت بخاری و مسلم)

بعض احادیث صحیحہ مین آیا ہے بعض صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ ہمارے دلون مین ایسے وساوس آتے ہین جنکو ہم منہہ سے نکالنا برا سمجھتے ہین فرمایا یہ

> جاء ناس من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسالوہ انا نجد فی انفسنا ما

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يتعاظم احدنا ان يتكلم به قال وقد وجدتموه قالوا نعم قال ذاك صريح الايمان (مشکوۃ بروایت مسلم)	صریح ایمان ہے دیکھئے ان خیالات کو برا سمجھنا اور ان کے مطابق قول و فعل کا مرتکب

نہونا۔

ان احادیث مین گویا یہہ تصریح ہے کہ جس فعل مین بندہ کی قدرت اور اختیار ہی اسباب کا دخل نہو اسمین خدا تعالے بندہ کو مجبور قرار دیتا ہے اور اس کے ارتکاب پر اسکو مجرم ٹھہرا کر عذاب نہین کرتا جس سے صاف مفہوم ہوتا ہے کہ جس فعل مین اس کی خداداد قدرت کا دخل اور اوسکے اسباب جوارح وغیرہ آلات کا تعلق ہے اس مین وہ خدا کے نزدیک مجبور نہین ہے۔ گو اس فعل کا خلق خدا کی طرف سے ہے۔ یہی بات ہمکو سوال مذکور کے جواب مین کہدینا کافی ہے۔ اور وہ اس سوال کو بخوبی دفع کر سکتی ہے اور ان تکلفات کی ضرورت نہین جو ہمارے اکابر اہلسنت سے وقوع مین آئی ہین۔

بحث مقصد کا خلاصہ مطلب بیان ہوا۔ اس بحث اور سابقہ ابحاث سے جو شبہات ثلثہ کے جوابات اور انکی تائیدات مین ہو چکی ہین اور [illegible] متقدمین و متاخرین سے جو بغرض استشہاد منقول ہوئے ہین بخوبی ثابت ہوا کہ اسلام نے جو تقدیر کا مسئلہ مسلمانوں کو سکھایا ہے وہ کسی اعتراض کا محل نہین ہے (۱) نہ اس سے بندہ کا مجبور ہونا ثابت ہوتا ہے (۲) نہ امر و نہی اور ارسال رسل و انزال کتب کا عبث ہونا (۳) نہ گناہ کے صدور پر بندہ کی طرف سے سزا دینے کا ظلم ہونا۔

یہہ جملہ اعتراض صرف ایک بات کے صحیح و ثابت ہونے سے [illegible] لازم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کردہ کہا یا ہے۔ اور یہہ ثبوت ہمارے مضمون مین پوری طور پر گذر چکا ہے)۔ رفع ہوسکتے ہین کہ اگرچہ عالم مین حقیقی موثر اور کسی جز عالم کا (نیک ہو خواہ بد افعال عباد ہون خواہ اور واقعات نفس الامریہ) خالق بجز ایک خدا جل جلالہ کے کوئی نہین ہے تاہم بندہ کو خدا کی طرف سے قدرت عطا ہوئی ہے۔ جسکو افعال کیطرف متوجہ کرنے کا اسکو اختیار دیا گیا ہے۔ اس خدا داد قدرت واختیار کی نظر سے بندہ کاسب وفعل مختار کہلاتا ہے۔ اور اسی کو کام مین لانے کے لیئے۔ اور اگر وہ کام نہ لائے تو ملزم ٹھہرانے کے لیئے وہ امر و نہی کا مورد اور کتب و رسل کا مخاطب ہے۔ اور اسی کو موافق یا مخالف حکم کام مین لانے سے وہ فرمان بردار یا گناہگار کہلاتا ہے۔ اور اسپر جزا و سزا پانے کا مستحق ہوجاتا ہے۔ جو کسی وجہ سے ظلم نہین ہوسکتا۔ جسکا لب لباب یہہ دو فقرے ہین کہ "خدا تعالے فعل بندہ کا خالق ہے" اور "بندہ اسکا کاسب"

اس بات یا اس کے لب لباب کو پیش نظر رکہنے سے جملہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ (جن مین بعض موہم جبر ہین اور بعض مثبت اختیار) سب کے سب باہم متفق و متحد المعنے ہوسکتی ہین۔ اور ان مین کسی قسم کا اختلاف و تعارض باقی نہین رہتا۔

از انجملہ جن آیات و حدیث سے بندہ کا مجبور ہونا متوہم ہوتا ہے انہین خدا تعالے کا مسبب الاسباب یا علۃ العلل اور حقیقی خالق ہونا پیش نظر رکہکر افعال عباد کو خدا کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ اور جن سے بندہ کا با اختیار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ان مین بندہ کے کسب اور ظاہری عمل و اختیار کی نظر سے بندہ کی طرف افعال کی نسبت ہوئی ہے اسکی توضیح و تمثیل مین ہم اسکی چند آیات و احادیث جن سے جبر متوہم ہوتا ہے نقل کرکے آیات و احادیث مثبت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختیار سے اسکا متوافق ہونا ظاہر کرتے ہین- اس قسم کے بقیہ آیات او احادیث کا ناظرین اس پر قیاس کر سکتے ہین-

ایک آیات مین ارشاد ہوا ہے- خدا تعالے نے اُن کے دلون اور کانون پر مُہر کر دی ہے اور انکی آنکھوں پر پردہ ہے-

> خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ- (بقرہ ع ۲)

ایک آیت مین ارشاد ہے بہت لوگون پر ہماری بات (تقدیر) پوری ہو چکی ہے سو وہ ایمان نہ لاوین گے ہمنے اُن کی گردنون مین طوق ڈال

> لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ- وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ (یٰسٓ ع ۱) ۱۶

رکھے ہین- جو ٹھوڑیون تک ہین جن سے ان کے سر اُلل رہے ہین اور ان کے آگے اور پیچھے دیوار کھڑی کر دی ہے- پہرا دیر سے ڈھانک دیا ہے اس لئے وہ نہین دیکھتے-

ایک اور آیت مین ارشاد ہے- تم ارادہ بھی نہین کرتے جب تک خدا کا ارادہ نہو-

> لمن شاء منكم ان يستقيم وما تشاؤن الا ان يشاء الله رب العالمين- (تکویر ع)

ایک اور آیت مین ارشاد ہے ہمنے اُنپر ہمنشین (شیاطین) مسلط کئے ہین جو اُن کو اگلا اور پچھلا اچھا کر دکھاتے ہین- اُن پر پہلے اُمتون کے ساتھ حکم ہو چکا ہے کہ وہ ٹوٹا پانے والے ہین-

> وقيضنا لهم قرناء فزينوا لهم ما بين ايديهم وما خلفهم وحق عليهم القول في امم قد خلت من قبلهم من

بہت سی آیات مین ذکر ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

> الجن والانس انهم كانوا خاسرين (حم سجدة ع ۳)

خدا تعالے بہت لوگوں کو گمراہ کرتا ہے" جیسے وہ گمراہ کرے اسکا کوئی راہ دکھانیوالا نہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے

> يضل به كثيرا (بقرة ع ۳)
>
> ومن يضلل الله فلا هادي له (اعراف ع ۲۳)
>
> فان الله يضل من يشاء ويهدي من يشاء (فاطر ع ۲)
>
> ان القلوب بين اصبعين من اصابع الله يقلبها كيف يشاء (مشكوٰة ص ۱۴)

جسکو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے"۔ ایک حدیث میں ہے بندوں کے دل خدا کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہیں وہ انکو جس طرح چاہتا پھراتا ہے ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب باری میں دعا کرتے تھے اے خدا ہمارے دل اور ہماری چوٹیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ ہمکو تو نے ان کا مالک نہیں بنایا تو نے ایسا کیا ہے تو ہمارا کارساز ہوا اور ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔

> اللهم ان قلوبنا ونواصينا بيدك لم تملكنا منها شيئا فاذا فعلت ذلك بنا فكن انت ولينا واهدنا الى سواء السبيل (حزب اعظم)

ان آیات سے آیت دوم و چہارم میں اور اس مضمون کی جملہ آیات قرآن میں جو ذکر ہے کہ کفار کا ایمان نہ لانا یا ٹوٹا پانا مقدر و مقرر ہو چکا ہے اس کو انسان کے کسب و اختیار کی نفی اور جبر کے اثبات سے کوئی تعلق نہیں خدا کی طرف سے جو مقدر و مقرر ہوا ہے اس میں بندہ کا کسب و اختیار بھی داخل و شامل ہے تقدیر میں یہی لکھا گیا ہے کہ بندے اپنے کسب و اختیار سے کفر کریں گے اور ٹوٹا پانے والے کاموں کے مرتکب ہونگے۔

ایسا ہی جو آیت سوم میں ارادہ انسانی کو ارادہ رحمانی پر معلق و موقوف ٹھہرایا ہے اسکو بھی جبر سے تعلق نہیں ہے۔ اسمیں ارادہ و اختیار انسانی کی نفی نہیں ہوئی۔ بلکہ اثبات ہوا۔ اور یہ فرمایا گیا ہے کہ جو ارادہ انسان کے کسب و اختیار سے وقوع میں آتا ہے وہ ارادہ الہی کے مطابق اور اسکی تاثیر سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واقع ہوتا ہے۔ اس آیت کے پہلے یہہ فرمایا تہا کہ تم میں سے جو چاہے سیدہا چلے اسکے ساتہہ یہہ بہی فرمانا ضروری تہا جو فرما دیا کہ تمہارا یہہ چاہنا اپنے آپ نہیں ہو سکتا۔ اور وہ تمسے بالاستقلال وجود نہیں پاتا جب تک کہ تمہارے خالق سے اسکو فیضان وجود نہوا ور اسکے مطابق اسکا ارادہ نہو چکا ہو۔

اسمین انسان کے ارادہ اور خدا داد اختیار کا اثبات ہے گو اسکی علت و شرط کا بہی ساتھ ذکر ہے۔

آیت اول و دوم مین جو مہر و پردہ و طوق و دیوار کا ذکر ہے اس سے کفار کا ہدایت انبیا کی طرف توجہ نہ کرنا۔ اور حق سے آنکہہ کان بند کر لینا مراد ہے۔ اور بظاہر ان امور کی نسبت خدا کی طرف اس نظر سے ہوئی ہے کہ خدا تعالے بندون کے ان افعال کا خالق۔ اور ان کے اسباب وجود (بندون کے دل۔ دماغ۔ ہاتھ۔ پاؤن وغیرہ) کا مسبب یا علۃ العلل ہے نہ اس نظر سے کہ بندون کا ان افعال مین کچہ دخل نہیں۔ اور وہ بلا مداخلت کسب و اختیار عباد محض قدرت خداوندی سے ظہور مین آتے ہیں۔

بندون کے کسب و اختیار کی نظر سے بہت سی آیات مین یہہ عدم توجہی و چشم پوشی وغیرہ بندون کیطرف منسوب ہین اور انکے افعال قرار دیے گئے ہین۔ ایک آیت مین حضرت نوح علیہ السلام کے منقول ہوا ہے کہ انہون نے کہا اے خدا ان (کفار) کو جب مین نے تیری بخشش کیلیے بلایا انہون نے کانون مین انگلیان دین اور کپڑے ڈہانک لیے اور انکار پر جم گئے اور بڑائی مین آ گئے۔

وانی کلما دعوتہم لتغفر لہم جعلوا اصابعہم فی آذانہم واستغشوا ثیابہم واصروا واستکبروا استکبارا (نوح)

ایک اور آیت مین ارشاد ہوا ہے قرآن عربی جاننے والون کے لئے

ولا بہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھیجا ہے خوشخبری سناتا اور ڈراتا۔ پھر بہتوں نے اس سے منہ پھیر لیا وہ سنتے ہی نہیں اور کہتے ہیں ہمارے دلوں پر پردے ہیں اس سے جس کی طرف تو بلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تیرے بیچ میں آڑ ہے تو اپنا کام کر ہم اپنا کرینگے۔

قرآنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا ونذیرا فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب فاعمل اننا عاملون (فصلت ۶)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے ان کے کفر و انکار کرنے سے خدا تعالے نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے۔

بل طبع اللہ علیہا بکفرھم (النساء)

ایک اور آیت میں فرمایا ہے اسی طرح ہم حد سے بڑھنے والوں کے دلوں پر مہر کر دیتے ہیں۔

کذلک نطبع علی قلوب المعتدین (یونس ۸۶)

ایک اور آیت میں ذکر ہے ان کے لئے دل تو ہیں پر وہ ان سے سمجھنے کا کام نہیں لیتے آنکھیں ہیں پر وہ ان سے نہیں دیکھتے۔ کان ہیں پر وہ ان سے نہیں سنتے۔ وہ تو چارپایوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کے بہکے ہوئے۔

لھم قلوب لا یفقھون بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اولئک کالانعام بل ھم اضل (اعراف ۲۲۶)

ایک اور آیت میں ارشاد ہے ان کے دلوں پر ان کے اعمال نے زنگ لگا رکھا ہے۔ (یعنی جرائم کے سبب سے [illegible])۔ ان آیات میں ان افعال

کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون (تطفیف)

کو ہدایت کی طرح یا ثبوت کے رنگ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سابق آیتوں میں جو ان افعال کو خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ محض خدا کی ذوالتی الافعال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور مسبب الاسباب یا علۃ العلل ہونے کی نظر سے ہے اور ان کے کسب واختیار کو دیکھا جائے تو وہ انہیں (بندوں) کے افعال ہیں۔ اور اس تقریر سے جملہ آیات باہم متوافق ہیں نہ مخالف۔

چہارم آیت میں جو تسلیط شیاطین ہمنشینوں کو کافروں پہ مسلط کرنا خدا کی طرف منسوب ہوا ہے اسمیں بھی خدا تعالے کا خالق افعال عباد۔ اور مسبب الاسباب یا علۃ العلل ہونا پیش نظر ہے نہ یہہ کہ اس تسلیط میں کافروں کے کسب و اختیار کا کوئی دخل نہیں ہے۔

اس کسب و اختیار انسانی کا اس تسلط شیطانی میں دخل بہت سی نصوص میں تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے کہ جو شخص خدا کی یاد یا نصیحت سے منہہ پھیر لیتا ہے اسپر ہم شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہہ تسلط شیطانی انسان کے روگردانی کا نتیجہ ہے اور اسی کی کمائی کا ثمرہ۔

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین (زخرف ۴۶)

ایک حدیث میں ذکر ہے کہ ابن آدم کے دل پر شیطان جما رہتا ہے۔ یہہ خدا کو یاد کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے یہہ غافل ہوجاتا ہے تو وہ پھر آتا ہے اور وسوسہ ڈالتا ہے اس حدیث سے بھی صاف ثابت ہے کہ وہ تسلط شیطانی غفلت انسانی کا نتیجہ اور اسکے کسب کا ثمرہ ہے۔ بلا دخلت فعل انسانی صرف قدرت رحمانی سے وہ تسلط نہیں ہوتا۔

ان الشیطان جاثم علی قلب ابن آدم فاذا ذکر اللہ خنس واذا غفل عاد ووسوس (مشکوٰۃ صـ ۱۹۱)

آیات پنجم ششم و ہفتم میں جو گمراہ کرنے کی نسبت خدا تعالے کی طرف ہوئی وہ بھی خدا خالق کے افعال عباد اور مسبب الاسباب یا علۃ العلل ہونے کی نظر سے ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ اس نظر سے کہ بندہ کے کسب و اختیار کو اس گمراہی مین کوئی دخل نہین ہے اس دخل کا
دوسری آیات مین صاف اثبات ہوا ہے۔ ایک آیت مین ارشاد ہوا ہے
خدا تعالے نے ظالمون کو گمراہ کرتا ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ یہہ گمراہی انکے ظلم کا نتیجہ ہے۔

> کذلک یضل اللہ الظلمین ویفعل اللہ
> مایشاء (ابراہیم ع۴)

ایک اور آیت مین فرمایا ایسا ہی
خدا زیادتی کرنے والون حق مین شک لانیوالون کو گمراہ کرتا ہے جس سے ثابت
ہے کہ وہ گمراہی انکے شک و زیادتی کا
ثمرہ ہے۔

> کذلک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب
> (مومن ع۴)

ایک اور آیت مین فرمایا ہے جو بخل کرتا ہے اور خدا سے بے پروا ہو جاتا ہے
اور اچھی بات کو جھٹلاتا ہے اسکو ہم سختی
کی طرف پہنچاتے ہین۔

> واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی
> فسنیسرہ للعسری (لیل ع۱)

پہلی حدیث مین جو دلون کا خدا کے تصرف مین ہونا اور دوسری حدیث مین
بندون کے دلون اور جوارح کا انکے ملک مین ہونا بیان ہوا ہے۔ اسمین خدا کے حقیقی
اور اصلی تملک کی طرف نظر ہے جو ظاہری اور عارضی ملک و تصرف عباد کی نفی نہین کرتا
بیشک حقیقی مالک اور کلی متصرف بندون کے دلون اور جوارح کا خدا تعالے ہے
وہ توفیق نہ دے تو بندہ کسی جز بدن سے کام نہ لے سکے مگر خدا تعالے نے عارضی و جزئی
اختیار و تصرف بندون کو بھی عطا فرمایا ہے جسکا ثبوت آیات و احادیث منقولہ حاشیہ مین
پایا جاتا ہے اور اسی اختیار و تصرف کی نظر سے
بندہ کو کاسب قرار دیا اور امر و نہی کا مخاطب
کیا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا
ہے کہ احادیث مذکورہ بالا مین بندون کے

> لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم (بقرہ ع۲۸)
> افلم یسیروا فی الارض فتکون لہم قلوب یعقلون
> بہا او اذان یسمعون بہا (الحج ع۶)
> ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی
> السمع وھو شھید (ق ع۳)
> القلب یھوی و یتمنی (مسلم)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حقیقی اور اصلی اور کلی ملک کی نفی ہوتی ہے نہ مطلق ملک و اختیار کی۔

اس قسم سے اور اس معنے کر اور آیات و احادیث میں جن میں بندون کے افعال خدا کیطرف نسبت ہوئی ہے مع ذالک ان افعال کی نسبت بندون کی طرف بھی ہوئی ہے۔ پہلی نسبت میں خدا کا خالق و مسبب الاسباب یا علۃ العلل ہونا مدنظر ہے۔ دوسری نسبت میں بندہ کا کاسب ہونا اور ان دونون نسبتون میں کسی قسم کا تعارض و تخالف نہین ہے۔

جو لوگ آیات و احادیث مثبتہ تقدیر و اختیار کو باہم متخالف و متعارض سمجھتے ہین یا آیات مثبت قدر سے جبر نکالکر اسلام پر اعتراض کرتے وہ فہم و انصاف سے کام نہین لیتے۔

اس قسم کے اعتراض یا وہ تر عیسائی کرتے ہین اور لوگ آریہ وغیرہ) اس قسم کے اعتراضات کرتے ہین ان ہی (عیسائیون) کے مقلد ہین۔ اس مقام میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عہد عتیق و عہد جدید سے چند ایسی آیات نقل کیجاوین جنمین محاورہ قرآن کے موافق بندون کے افعال کو خدا کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور نیک و بد کی تقدیر کو خدا کی طرف سے مانا گیا ہے۔

وہ آیات بنظر اختصار و تقریب فہم ناظرین ذیل کے نقشہ میں نقل کیجاتی ہین۔

[illegible]	نام کتاب	باب	آیت	عبارت آیت
۷۵	خروج	۵	۲۱	دیکھ یہ سب معجزے جو مین نے تیرے ہاتھ مین رکھے ہین فرعون کے آگے دکھلائیو لیکن مین اسکے دل کو سخت کرونگا کہ وہ ان لوگون کو جانے نہ دیگا +
۷۶	ایضاً	۷	۳	اور مین فرعون کے دل کو سخت کرونگا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۸۳	خروج	۱۰	۲۰	خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کر دیا۔
۲۳۰	استثنار	۲	۳۰	لیکن حسبون کے بادشاہ سیحون نے ہمکو اپنے یہان سے گذرنے نہ دیا۔ کیونکہ خداوند تیرے خدا نے اسکا مزاج کڑا کر دیا۔
۲۷۰	"	۲۹	۴	لیکن خداوند نے تمکو وہ دل جو سمجھے۔ اور وے آنکھین جو دیکھین اور وے کان جو سنین۔ آجتک نہین دیئے ۔
۲۹۵	یشوع	۱۱	۲۰	کیونکہ یہہ خداوند کی طرف سے تہا کہ اُنکے دل سخت ہو گئے تھے تا کہ وے جنگ کے لئے اسرائیل کا مقابلہ کرین۔
۳۲۹	قاضیون	۹	۲۳	تب خدا نے ابیملک اور سکم کے لوگون کے درمیان ایک بدروح کو بھیجا۔ اور اہل سکم نے ابیملک سے دغابازی کی۔ ۲۴۔ تاکہ وہ بیرحمی جو یربعل کے ستر بیٹیون کے ساتھ کی تہی۔ آوے۔ اور اُنکا خون اُنکے بھائی ابیملک کے سر جسنے انہین قتل کیا اور سکم کے لوگون کے سر جنہون نے اُسکے بھائیون کے قتل مین اُسکی مدد کی رکھا جاوے
۴۸۱	سلاطین ا	۲۲	۲۱	اس وقت ایک روح نکلکے خداوند کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور بولی کہ مین اسے ترغیب دونگی۔ ۲۲۔ پھر خداوند نے فرمایا کس طرح سے؟ وہ بولی مین جاؤنگی اور جھوٹھی روح بنکے اُسکے سارے نبیون کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منہہ مین پڑیگی - اوژ بولا انواسے ترغیب دیگی - اور غالب بہی ہوگی روانہ ہوا اور ایسا کر -				
اس نے اُنکے دلون کو پہیرا کہ وے اُسکے لوگون سے عداوت کرنے لگے اور اُسکے بندون سے دغابازی - ۲۶ - تب اُسنے اپنے بندے موسیٰ کو اور اپنے برگزیدہ ہارون کو بہیجا *	۲۵	۱۰۵	زبور	۷۷۹
اُس نے اُن کو ابدی پائداری بخشی اُسنے ایک تقدیر مقرر کی جو ٹل نہین سکتی -	۶	۱۴۸	"	۷۷۵
خداوند نے ہر ایک چیز اپنے لئے بنائی - ہان شریرون کو بہی اُس نے برے دن کے لئے بنایا	۴	۱۶	امثال	۷۹۱
اور اُس نے فرمایا کہ جا اور ان لوگون کو کہہ کہ تم سنا کرو - پہر سمجہو نہین - تم دیکہا کرو - پہر بوجہو نہین ۱۰ - سو تو اُن لوگون کے دلون کو چربا دے - اور ان کے کانون کو بہاری کر - اور اُنکی آنکہین مند - تا نہو کہ وے اپنی آنکہون سے دیکہین اور اپنے کانون سے سنین - اور اپنے دلون مین سمجہ کرین - اور پہرین - اور شفا پاوین -	۹	۶	یسعیاہ	۸۳۱
ٹہہر جاؤ اور تعجب کرو - عیش و عشرت کرو - اور اندہے ہو جاؤ - وے مست ہین - پر مے سے نہین وے لڑکہڑاتے ہین پر نشے سے نہین - ۱۰ - کہ خداوند نے تم پر اونگہنیوالی روح کو ڈالا ہے	"	۲۹	"	۸۵۲ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نمبر چہارم جلد دوازدہم

اور تمہاری آنکھین جو کہ نبی ہین موندی ہین۔ اور تمہارے سرداروں پر جو کہ غیب بین ہین حجاب ڈالا ۔۱۱۔ اور ساری رویا تمہارے نزدیک ایسی ہو گئی جیسا اس کتاب کا مضمون جو سر بمہر ہو جسے لوگ ایک پڑھے لکھے کو دیوین اور کہین آپ اسے پڑھئے۔ اور وہ کہے مین پڑھ نہین سکتا کیونکہ سر بمہر ہے۔ ۱۲۔ اور پھر وہ کتاب ایک ان پڑھے کو دیوین اور کہین آپ اسے پڑھئے اور وہ کہے مین ناخواندہ ہون۔ پڑھ نہین سکتا				
اے خداوند کیون تو نے ہمین اپنی راہون سے گمراہ کیا۔ کیون تو نے ہمارے دل کو سخت کیا کہ تجھ سے نہ ڈرین۔ اپنے بندون کی خاطر پھر آ۔	۱۷	۶۳	یسعیاہ	۸۹۱
اس لئے خداوند یہوداہ یون کہتا ہے کہ جس طرح تاک کی لکڑی بن کے اور درختون کی بہ نسبت ہے کہ جسے مین نے آگ کے لئے ایندہن ٹھہرایا اسی طرح سے مین نے یروسلم کے باشندون کو ٹھہرایا ہے۔	۶	۱۵	حزقی ایل	۹۹۲
تم عقل پکڑو اور تامل کرو اے ناپسند قوم ۔۲۔ اس سے آگے کہ تقدیر الٰہی جنے ٭	۱	۲	صفنیاہ	۱۱۰۴
کیا ایک پیسے کو دو گورے نہین بکتے ؟ اور ان میں سے ایک بھی تمہارے باپ کی بے مرضی زمین پر	۲۹	۱۰	متی	۱۱۳۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

				نہیں کرتا۔ ۳۰۔ بلکہ تمہارے سر کے بال بھی سب گنے ہوئے ہیں
۱۸	متی	۱۳	۱۴	اور اُن کے حق میں یسعیاہ کی نبوت پوری ہوتی کہ تم کانوں سے تو سنو گے مگر سمجھو گے نہیں اور آنکھوں سے دیکھو گے پر دریافت نہ کرو گے ۱۵۔ کیونکہ اس قوم کا دل موٹا ہوا۔ اور وے اپنے کانوں سے اونچا سنتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنی آنکھیں موند لیں تا ایسا نہ ہو کہ وے آنکھوں سے دیکھیں۔ اور کانوں سے سنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لاویں ۔۔
۸۶	لوقا	۸	۱۰	تاکہ وے دیکھتے ہوئے نہ دیکھیں۔ اور سنتے ہوئے نہ سمجھیں۔
۱۲۰	یوحنا	۶	۴۴	کوئی شخص مجھ پاس آ نہیں سکتا مگر جب تک کہ باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اُسے کھینچ لا وے۔
۱۹۹	رومیون	۱	۲۴	اسواسطے خدا نے بھی اُنکے دلوں کی خواہش پر اُنہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا۔ کہ اپنے بدنوں کو آپس میں بےحرمت کریں۔
۲۰۸	رومیون	۹	۱۵	وہ (خدا تعالیٰ) موسیٰ سے کہتا ہے میں جس پر رحم کیا چاہتا ہوں اُس پر رحم کروں گا۔ اور جس پر مہر کیا چاہتا ہوں اُس پر مہر کرونگا۔ پس یہ نہ چاہنے والے نہ دوڑنے والے پر بلکہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

〃	〃	〃	۱۷	خدا سے رحیم پر موقوف ہے - ۱۷- کیونکہ کتاب
〃	〃	〃	〃	مین وہ فرعون سے کہتا ہے کہ مین نے اسی لیے
〃	〃	〃	〃	تجھے برپا کیا ہے کہ تجھ پر اپنی قدرت ظاہر کرون -
〃	〃	〃	〃	اور میرا نام تمام روئے زمین پر مشہور ہووے -
〃	〃	〃	۱۸	۱۸- پس وہ جسپر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے
〃	〃	〃	۱۹	چاہتا ہے سخت کرتا ہے - ۱۹- پس تو مجھے
〃	〃	〃	〃	کہیگا پھر وہ کیون الزام دیتا ہے - کس نے اسکے
〃	〃	〃	۲۰	ارادے کا مقابلہ کیا - ۲۰- ہان اے آدمی تو کون ہے
〃	〃	〃	〃	جو خدا سے تکرار کرتا ہے ؟ کیا کاریگری کاریگر
〃	〃	〃	〃	کو کہہ سکتی ہے کہ تو نے مجھے کیون ایسا بنایا ؟ -
〃	〃	〃	۲۱	۲۱- کیا کمہار کا مٹی پر اختیار نہین کہ وہ ایک ہی
〃	〃	〃	〃	لوندے مین سے ایک برتن عزت کا اور دوسرا
〃	〃	〃	۲۲	بےعزتی کا بناوے - ۲۲- اگر خدا اس ارادے
〃	〃	〃	〃	سے کہ اپنے غضب کو ظاہر کرے اور قدرت کو دکھاوے
〃	〃	〃	〃	قہر کے برتنون کی جو برباد کرنے کے لائق تھے
〃	〃	〃	۲۳	نہایت برداشت کی - ۲۳- اور اپنے بے نہایت
				جلال کو رحم کے برتنون پر جو اس نے حشمت کے لیے
				آگے تیار کئے تھے - ظاہر کیا تو کیا ہوا -

ان آیات عہد عتیق و عہد جدید کو دیکھکر عیسائی معترض شرمائین اور انصاف کی طرف توجہ فرمائین اور مسئلہ تقدیر کے یا قرآن مین خدا کی طرف افعال عباد کی منسوب ہونے کے سبب وہ اسلام پر اعتراض کرنے سے باز آئین اور یہہ بات خیال مین لائین کہ مسئلہ تقدیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا افعال عباد کے باب مین جو کچھہ قرآن شریف مین بیان ہوا ہے وہ بعینہ یا اسکے قریب قریب انکی مسلّمہ کتب عہد عتیق و عہد جدید مین پایا جاتا ہے یہہ مورد اعتراض ہے تو وہ بھی ہے۔ اسکا جو جواب ادا ہو سکتا ہے وہی اسکا جواب بن سکتا ہے۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہین اور جناب باری مین نہایت عجز و انکسار سے دست بدعا ہین کہ اگر یہہ مضمون حق اور رضاے الٰہی کے مطابق لکھا گیا ہے تو خدا تعالے اہل اسلام اور غیر اقوام مین اسکو قبولیت عطا فرماوے اور انکو اس سے منتفع کرے اور اگر اس مین کوئی امر خلاف حق و خطا یا مخالف مرضی الٰہی واقع ہوا ہے تو اس خاکسار راقم کو معافی دے۔ اور اسکے خطا پر آگاہ کرے۔

اخوان اہل اسلام خصوصاً اہلحدیث کرام کی خدمت مین یہہ التماس ہے کہ وہ اسکو حق و لایق قبول پاوین تو اسکی تصدیق و موافقت مین قلم اٹھاوین یا زبان ہلاوین۔ اور اگر وہ اس مین کوئی غلطی یا خطا پاوین تو اس خاکسار راقم کو متنبہ کرین مگر اس شق دوم پر یہہ عرض کرنا واجبات سے ہے کہ وہ اس مضمون کے سمجھنے مین علم اور فہم سے کام لین اور جس مطلب مین انکو دقت و اشتباہ واقع ہو اسمین خاکسار یا دوسرے اہل علم سے مدد لین ایسا نکرین کہ مطلب نہ سمجھین اور اعتراض جڑ کر مستعد ہو بیٹھین جیسے ہمارے مضمون جبر اقسام ملازمت کے اصول و مطالب کے مخالفین و معترضین سے کسی ایک صاحب نے بھی نہین سمجھا اور اعتراض و مخالفت کا اظہار کر دیا۔ اسکے حق مین جناب باری سے ہم یہہ دعا کرتے ہین کہ خدا تعالے انکو علم و فہم عطا کرے اور اپنے نفوس پر بدگمانی اور اپنے اخوان کے حق مین حسن ظنی کی توفیق مرحمت فرماوے۔ آمین ثم آمین

© rasailojaraid.com